Journal of Sociology & Cultural Research Review (JSCRR)
Available Online: https://jscrr.edu.com.pk
Print ISSN: 3007-3103 Online ISSN: 3007-3111
Platform & Workflow by: Open Journal Systems
https://doi.org/10.5281/zenodo.17324116

A RESEARCH REVIEW OF THE MOTIVATIONS, OBJECTIVES, AND EFFECTS OF ORIENTALISM

استشراق کے محرکات ومقاصد اور اثرات کا تحقیقی جائزہ

Muhammad Aslam Rabbani
Assistant Professor
Govt. Gradate College Daska
Ph.D. Scholar
Muslim youth University Islamabad
rabbanimuhammadaslam@gmail.com
Dr. Abdul Rahman
A. Lecturer Department of Islamic Studies
University of Gujrat, Gujrat Pakistan
onlyimran2010@gmail.com

ABSTRACT:
Orientalism is a field of study that led Western thinkers to study Eastern cultures, particularly the cultures of the Islamic world and the Middle East. There are several motivations, objectives and influences behind this study. After the Industrial Revolution and other developments, the West considered itself the most advanced civilization in the world and considered the Eastern cultures inferior. European countries used the resources of the Eastern countries, especially wanted to capture oil and other minerals. Western thinkers had philosophical and religious interest in Islam and other Eastern religions. European countries wanted to expand their political interests in Eastern countries. Some Western thinkers studied Eastern cultures only out of academic curiosity. The main motives and objectives of Orientalism include the promotion of political domination, establishment of religious superiority, scientific documentation of the East, fulfillment of imperial interests, and economic motives. This study examines the motives and objectives of Orientalism and its effects. Provides help in knowing. Because Orientalism has had a profound impact on the Muslim world and Muslim thinkers. Orientalism has played an important role in understanding Islamic civilization and culture. It promoted research on various aspects of Islamic civilization, and many important works came out in this regard. Isthiraq helped to promote rapprochement and understanding between different civilizations. By knowing the motivations and objectives presented, we will be able to know about the effects of Isthiraq.

Keywords: *Orientalism, Orientalism, Islam, Muslims, knowledge*

استشراق ایک ایسا علمی میدان ہے جس نے مغربی مفکرین کو مشرقی ثقافتوں، خاص طور پر اسلامی دنیا اور مشرق وسطیٰ کی ثقافتوں کا مطالعہ کرنے پر آمادہ کیا۔ اس مطالعے کے پیچھے متعدد محرکات، مقاصد اور اثرات کارفرما رہے ہیں۔ صنعتی انقلاب اور دیگر ترقیوں کے بعد مغرب نے خود کو دنیا کا سب سے ترقی یافتہ تمدن سمجھا اور مشرقی ثقافتوں کو کمتر سمجھا۔ یورپی ممالک مشرقی ممالک کے وسائل، خاص طور پر تیل اور دیگر معدنیات پر قبضہ کرنا چاہتے تھے۔ مغربی مفکرین اسلام اور دیگر مشرقی مذاہب میں فلسفیانہ اور مذہبی دلچسپی رکھتے تھے۔ یورپی ممالک مشرقی ممالک میں اپنے سیاسی مفادات کو بڑھانا چاہتے تھے۔ کچھ مغربی مفکرین مشرقی ثقافتوں کا مطالعہ صرف علمی تجسس کی بنا پر کرتے تھے۔ استشراق کے بنیادی محرکات و مقاصد میں سیاسی تسلط کا فروغ، مذہبی برتری کا قیام، مشرق کی علمی دستاویز بندی، سامراجی مفادات کی تکمیل، اور معاشی محرکات شامل ہیں۔ یہ مطالعہ استشراق کے محرکات و مقاصد اور اس کے اثرات کو جاننے میں مدد فراہم کرتا ہے۔ کیوں کہ مسلم دنیا اور مسلم مفکرین پر استشراقیت نے گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ استشراقیت نے اسلامی تہذیب اور ثقافت کو سمجھنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ اس نے اسلامی تہذیب کے مختلف پہلوؤں پر تحقیق و جستجو کو فروغ دیا اور اس حوالے سے بہت سے اہم کام سامنے آئے۔ استشراق نے مختلف تہذیبوں کے درمیان قربت اور سمجھ بوجھ کو فروغ دینے میں مدد کی۔ پیش کردہ محرکات و مقاصد کو جان کر ہم استشراق کے اثرات کے بارے میں جان سکیں گے۔

کلیدی الفاظ: استشراق، مستشرقین، اسلام، مسلمان، علم

مستشرقین سے مراد وہ لوگ ہیں جن کا تعلق مغرب سے ہے، اور جنہوں نے اسلام کے مطالعہ کیلئے زندگی وقف کر دیں۔ یہ لوگ مشرقی علوم میں دلچسپی رکھنے کی بنا پر مشرق و مغرب کے علمی حلقوں میں شہرت کے مالک ہیں۔ اس گروہ نے مسلمانوں کو ان کے دین سے برگشتہ کرنے، اسلام کے ماضی کے بارے میں بدگمانیاں پیدا کرنے، اسلام کے حال سے بیزاری اور مستقبل سے مایوسی، اسلام اور پیغمبر اسلام کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کرنے میں بڑی سرگرمی سے کام کیا۔

استشراق (Orientalism) ایک علمی اور ثقافتی مطالعہ ہے جو مغربی دنیا کی جانب سے مشرقی ممالک، ثقافتوں، اور معاشرتوں کی تفہیم اور نمائندگی سے متعلق ہے۔ مغربی ممالک کی کالونیزیشن کی خواہش نے مشرقی ممالک کی ثقافت، تاریخ، اور معاشرت کو تفصیل سے جاننے کی ضرورت کو جنم دیا۔ استشراق اس علمی تحقیقی عمل کا حصہ تھا جس نے ان علاقوں کے بارے میں معلومات اکٹھا کیں تاکہ ان پر بہتر طریقے سے کنٹرول قائم کیا جاسکے۔ 18ویں اور 19ویں صدی میں، سائنسی ترقی اور تجسس نے مختلف ثقافتوں اور معاشرتوں کا مطالعہ کیا۔ اس دور میں مغربی محققین نے مشرق کی ثقافتوں کو علمی دلچسپی کے طور پر دیکھا، اور ان پر تحقیق کی۔ عیسائی مشنریوں کی کوشش تھی کہ وہ مشرق کے مختلف علاقوں میں عیسائیت کو پھیلائیں۔ اس مقصد کے تحت، انہوں نے مقامی ثقافتوں اور مذہب کی تفہیم حاصل کرنے کی کوشش کی۔

استشراق کے مختلف محرکات، مقاصد، اور اثرات ہیں۔ اس کی تفہیم سے ہمیں نہ صرف تاریخ اور ثقافت کی بہتر سمجھ حاصل ہوتی ہے بلکہ یہ بھی مدد ملتی ہے کہ ہم آج کی دنیا میں مختلف ثقافتوں اور معاشرتوں کے مابین روابط اور تعاملات کو بہتر طریقے سے سمجھ سکیں۔

استشراق کا لغوی معنی

استشراق عربی زبان کا لفظ ہے۔ اس کا سہ حرفی مادہ "شرق" ہے۔[1] جس کا مطلب روشنی اور چمک ہے۔ اس لفظ کو مجازی معنوں میں سورج کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ اسی طرح شرق اور مشرق سورج طلوع ہونے کی جگہ کو بھی کہتے ہیں[2]۔

1۔ نظامی، کمال الدین، (۲۰۱۹ء)، تحریک استشراق، حیدرآباد، اشرفیہ اسلامک فاونڈیشن، ص:۲۱

2۔ عبدالحئ عابد (س ن)، استشراق، سرگودھا، شعبہ علوم اسلامیہ، ص:۴

ابن منظور لکھتے ہیں

الشرق الضوء والشرق الشمس وروي عمرو عن ابيه انه قال: الشرق الشمس بفتح الشين والشرق الضوء الذي يدخل من شق الباب.شرقت الشمس تشرق شرو قا و شر قاطلعت واسم الموضع المشرق (3)-

"شرق سے مراد روشنی ہے جیسے سورج کی روشنی، اور عمرو اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: (شرق الشمس) سورج کی روشنی شین کی فتح کے ساتھ ہے اور شرق سے مراد سورج کی وہ روشنی ہے جو دروازے کے شگاف سے داخل ہوتی ہے۔ شرقت الشمس یعنی سورج طلوع ہوا اور یہ مشرق"۔

مستشرق کے حوالے سے الرائد میں ہے کہ:

''عالم اجنبي بحياة الشرق وعلومه وآدابه ولغاته وحضاراته ومدنياته''(4)-

"مشرق کی حیات، علوم و آداب، زبانوں اور تہذیب وحضارت کا مغربی عالم۔"

مغربی لوگوں کا مشرق کی حیات، علوم و آداب، زبانوں اور تمدن و تہذیب کا اردو میں "اورینٹلسٹ" (Orientalist) کو مستشرق اور اور ینٹلزم (Orientalism) کو استشراق یا مستشرقیت کہا جاتا ہے۔(5)

آکسفورڈ انگلش ڈکشنری میں اورینٹل (Oriental) سے مراد حیات لیا گیا ہے۔

آکسفورڈ السٹر یٹڈ ڈکشنری میں اورینٹل (Onental) کے زیر عنوان تحریر ہے:

Of the orient, esp. Asiatic, occurring in coming from, the East, characteristic of its "civilization" etc (6)

مشرق سے متعلق، ایشیائی، مشرق میں واقع، مشرق سے آنے والا، مشرق، تہذیب کی خصوصیات وغیرہ۔ اور منٹلسٹ (Orientalist) کا مطلب لیا گیا ہے:

وہ شخص جو مشرقی زبانوں اور ادب سے واقفیت بہم پہنچائے، یعنی مشرقی علوم کا ماہر ہو۔ اور ینٹلزم (Orientalism) کا معنی مشرقی خصوصیات، مشرقی رسوم ورواج، مشرقی ثقافت وتہذیب، مشرقی زبانوں اور مشرقی اقوام سے متعلق علم ومہارت بیان کیا گیا ہے۔

استشراق کا اصطلاحی مفہوم

استشراق کا عام فہم اور فوری طور پر ذہن میں آنے والا مفہوم یہ ہے کہ مغرب کے رہنے والے علماء و مفکرین جب مشرقی علوم وفنون کو اپنی تحقیق تفتیش کا مرکز و محور بناتے ہیں تو اسے استشراق کہا جاتا ہے۔ عام طور پر ان علوم وفنون میں ہر قسم کے علوم شامل کیے

3۔ افریقی، ابن منظور (۱۴۰۱ھ)، لسان العرب، بیروت، دار صادر، ج:۱۰، ص:۱۷۴

4۔ جبران مسعود، (۱۹۶۷ء)، الرائد، بیروت، دار العلم للملایین، ص:۱۳۳۷

5۔ J A Simpson and E S C Weiner:The oxford english dictionary (1989), New York, Clarendon Press, P 930

6۔ J A Simpson and E S C Weiner:The oxford english dictionary (1989), New York, Clarendon Press, P 930

جاتے ہیں، مثلاً عمرانیات، تاریخ بشریات، ادب، لسانیات، معاشیات، سیاسیات، مذہب وغیرہ۔ اگرچہ بظاہر استشراق میں کوئی معنی مفہوم نہیں پایا جاتا، اور مغربی مفکرین اس سے مشرقی علوم وفنون کا مطالعہ اور ان کی تحقیق تفتیش ہی مراد لیتے ہیں۔

ڈاکٹر احمد عبدالحمید غراب نے لکھا ہے:

''الاستشراق: هو دراسات اكاديميه يقوم بها غربيون كافرون من اهل الكتاب بوجه خاص، لا سلام و المسلمين، من شتى الجوائب : عقيدة و شريعة ، و ثقافة ، و حضارة، و تاريخا، و نظما و ثروات و امكانات ۔۔ هدف تشويقا لا سلام و محاولة تشكيك المسلمين فيه، و تضليلهم عنه و فرض التبعيه للغرب عليهم و محاوله تبرير هذه التبعيه بدراسات و نظريات تدعى العلميه و الموضوعية ، تزعم التفرق العنصرى و الثقافى للغرب المسيحى على الشرق الاسلامى۔''(7)

'' استشراق، کفار اور اہل کتاب کی طرف سے اسلام اور مسلمانوں کے حوالے سے مختلف موضوعات مثلاً عقائد وشریعت، ثقافت، تہذیب، تاریخ اور نظام حکومت سے متعلق کی گئی تحقیق اور مطالعہ کا نام ہے جس کا مقصد اسلامی مشرق پر اپنی نسلی وثقافتی برتری کے زعم میں مسلمانوں پر اہل مغرب کا تسلط قائم رکھنے کے لیے ان کو اسلام کے بارے میں شکوک وشبہات میں مبتلا کرنا اور اسلام کو مسخ شدہ صورت میں پیش کرنا ہے''۔

مختلف مسلم محققین نے مستشرق، مستشرقین اور استشراق پر غور کے بعد ان کی جامع اصطلاحی تعریفات پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ مثلا:

''المستشرقون اسم واسع يشمل طوائف متعددة تعمل في ميادين الدراسات الشرقية المختلفة فهم يدرسون العلوم،والآداب الخاصة بالهند والفرس والصين واليابان والعالم العربي وغيرهم من أمم الشرق''(8)

لفظ مستشرقین وسیع مفہوم کا حامل ہے، یہ ان تمام افراد کے لیے بولا جاتا ہے جو مختلف مشرقی مطالعات بالخصوص ہند، ایران، چین اور جاپان وغیرہ سے متعلق علوم کے میدانوں میں کام کرتے ہیں۔

ایڈورڈ ڈبلیو سعید کے مطابق:

Orientalism the label still serves in a number of academic institutions. Anyone who teaches, writes about, or researches the Orient-and this applies whether the person is an anthropologist, sociologist, historian, or philologist-either in its specific or its general aspects, is an Orientalist, and what he or she does is Orientalism (9)

7۔ الدکتور، احمد عبدالحمید (۱۹۹۸)، الاستشراق، بیروت، دارالفکر، ص:۸

8۔ اصلاحی، ڈاکٹر شرف الدین، (۱۹۸۲ ستمبر)، مستشرقین استشراق اور اسلام، اعظم گڑھ، مہنامہ معارف

9۔ Edward W said, (1978), Orientalism, London, Routledge and kegon Paul, P 15.

" استشراق کی اصطلاح تعلیمی اداروں پر ایک لیبل کے طور پر استعمال ہوتی ہے، اور مستشرق اس شخص کو کہتے ہیں، جو مشرقی تہذیب و تمدن کے بارے میں پڑھاتا، لکھتا اور تحقیقات کرتا ہو۔ یوں یہ لفظ انتھر اپالو جست، سوشیالوجسٹ اور ماہر تاریخ کے لیے بھی بولا جاتا ہے، اور ان لوگوں کی ان مسائی کو استشراق کا نام دیا جاتا ہے"۔

ان تمام تعریفوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ مشرقی علوم و ثقافت اور ادب کے مطالعہ کا نام استشراق ہے۔ اور بظاہر مستشرقین اس سے مشرقی علوم کا مطالعہ اور تحقیق ہی مراد لیتے ہیں۔

پیر محمد کرم شاہ الازہری کے مطابق:

" مغرب بالعموم اور یہود و نصاریٰ بالخصوص جو مشرقی اقوام خصوصاًملت اسلامیہ کے مذاہب، زبانوں، تہذیب و تمدن، تاریخ و ادب، انسانی قدروں، ملی خصوصیات و مسائل حیات اور امکانات کا مطالعہ معروضی تحقیق کے لبادے میں اس ذہن سے کرتے ہیں کہ ان اقوام کو اپنا ذہنی غلام بنا کر ان پر اپنا مذہب اور اپنی تہذیب مسلط کر سکیں، اور ان پر سیاسی غلبہ حاصل کر کے ان کے وسائل حیات کا استحصال کر سکیں، ایسے لوگوں کو مستشرقین کہا جاتا ہے اور جس تحریک سے وہ لوگ منسلک ہیں وہ تحریک استشراق کہلاتی ہے"(10)۔

پیر محمد کرم شاہ صاحب کی مذکورہ بالا تعریف نہ صرف نہایت جامع ہے بلکہ مستشرقین کے مقاصد و عزائم کو بھی واضح کرتی ہے ان تمام تعریفوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ مشرقی علوم و ثقافت اور ادب کا مطالعہ استشراق کہلاتا ہے۔ لیکن اگر اس مفہوم کو مان لیا جائے تو چند سوال پیدا ہوتے ہیں۔ کہ ہم جانتے ہیں کہ دنیا میں اس وقت اسلام کے علاوہ دو بڑے مذاہب یہودیت اور عیسائیت موجود ہیں۔ ان دونوں مذاہب کے انبیاء اور ان کے ابتدائی پیروکاروں کا تعلق مشرق سے ہے۔ تورات اور انجیل میں بیان کیے گئے تمام حالات و واقعات اور مقامات کا تعلق بھی مشرق سے ہے۔ لیکن اس کے باوجود بائبل یا عیسائیت و یہودیت کے عالمانہ مطالعے کو کوئی بھی استشراق کے نام سے موسوم نہیں کرتا۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ استشراق کی اس تحریک کے مقاصد سراسر منفی ہیں۔ اور مستشرقین اپنے ان مقاصد کو پوشیدہ رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کا بنیادی مقصد اسلام اور اس کی تعلیمات کا صرف تحقیقی مطالعہ نہیں، بلکہ اس کی تعلیمات کو شکوک و شبہات سے دھندلا کرنا، مسلمانوں کو گمراہ کرنا اور غیر مسلم لوگوں کے سامنے اسلام کا منفی تصور پیش کر کے انہیں اسلام قبول کرنے سے روکنا ہے۔ لفظ استشراق کی کوئی قدیم تاریخ نہیں ہے۔ یہ ایک نیا لفظ ہے جو پرانی لغات میں موجود نہیں ہے۔

مستشرقین کے محرکات و مقاصد

مستشرقین نے مشرقی علوم حاصل کرنے کے لئے بلاشبہ اپنی زندگیاں کھپا دی اگر وہ مغربی علوم و فنون حاصل کرنے میں اتنی محنت کرتے تو انھیں فائدہ بھی ہوتا لیکن اس کے باوجود ان کو کیا حاصل ہوا جنہوں نے مشرقی علوم کے لئے اپنے آپ کو وقف کیا۔ مسلمان اہل علم نے ان کے اغراض و مقاصد بیان کئے ہیں۔ جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

اس کا دوسرا رخ یہ ہے کہ انہوں نے مغربی فضا میں جا کر مشرقی علوم میں شک وشبہ کا اظہار کیا اور شہرت حاصل کی اور اسلام میں رخنہ ڈالنے کی کوشش کی۔ اسلام مخالف سرگرمیوں کو ہوا دی اور اسلام کا چہرہ مسخ کر کے انہوں نے اپنی سوسائٹی میں پیش کیا۔

ڈاکٹر شرف الدین اصلاحی نے مطالعہ مشرق کے مقاصد تحریر کرتے ہوئے لکھا ہے:

10۔ الازہری، کرم شاہ، (۲۰۱۲)، ضیاء النبی، لاہور، ضیاء القرآن پبلی کیشن، ج:۲، ص:۱۲۷

JSCRR

"مستشرقین کے نام بظاہر بڑے معصوم ہے اور نام ہی پر کیا موقوف ہے ان کے کام بھی دیکھیں تو بادی النظر میں اس میں برائی کی کیا بات ہے اگر مغربی سکالر مفکرین مشرقی علوم وفنون کی تحصیل و تحقیق پر اپنا وقت صرف کرتے ہیں وقت بھی نہیں سرمایہ اور ذہنی صلاحتیں بھی وہ کام جو ہمیں کرنا چاہیے وہ بیچارے کر رہے ہیں کیا یہ ان کا احسان نہیں ہے، اہل مشرق پر سادہ لوح مسلمان ان کا احسان مانتے ہیں ساتھ ہی ان کو گلہ بھی ہے مجھ پر احسان جو نہ کرتے تو احسان ہوتا۔ ہوئے تم دوست جس کے دشمن اس کا آسمان کیوں ہو۔ استشراق کی ابتداء کب اور کن حالات میں ہوئی اس کے پیچھے کیا مقاصد تھے کس قسم کے سکالروں نے اس کی طرف متوجہ کی ان کے اپنے حالات و کوائف کیا تھے اس زمرے سے تعلق رکھنے والے سکالروں کا رویہ اور طرز عمل مشرق بالخصوص اسلام کیساتھ کیا رہا ہے۔ ہمدردانہ یا غیر ہمدردانہ حقیقت پسندانہ اور منصفانہ جانب دارانہ یا غیر جانب دارانہ یا جارحانہ یا معاندانہ یہ سارے ایسے سوالات ہیں جن پر بہت بحث ہو چکی ہے۔ اور اب بھی کوئی شخص ان کا تاریخی جائزہ لینا چاہئے تو اس کی ضرورت وافادیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔"(11)

مستشرقین کا تعلق مختلف نظریات سے تھا اس لئے ان کے مقاصد بھی مختلف تھے۔ کچھ کا تعلق سیاسی تھا کچھ کا نہیں کچھ کا علمی و تحقیقی اس لئے وہ اپنے اپنے اغراض و مقاصد کے لئے مختلف میدانوں میں اپنے اپنے میلان قلبی کے مطابق کام کر رہے تھے۔ ذیل میں ہم مستشرقین کے انہی مقاصد کو بیان کریں گے۔

1. **مذہبی اور دینی مقاصد**

مستشرقین کا سب سے بڑا مقصد اسلام کے پھیلاؤ کو روکنا تھا کہ کہیں عیسائی مسلمان نہ ہو جائیں اسلام کی حقانیت کو دیکھ کر۔ اس لئے اکثر مستشرقین نے بغض، حسد، تکبر، عناد اور نفرت آمیز رویہ اپنایا اسلام کے ہر رکن ہر بات کے بارے میں چہ میگوئی کی۔ یہود و نصاریٰ کے علماء کو خبر تھی کہ اسلام کے دامن کو وسیع ہونے سے کوئی نہیں روک سکتا صرف یہی ایک راستہ ہے اسلام میں طعن زنی کرو نکتہ چینی کرو اور اپنا مقصد حاصل کرو اسلام کے سامنے یہود و نصاریٰ کے پاس صرف اور صرف دو ہی راستے تھے یا تو سر تسلیم خم کرتے یا انکار کرتے انہوں نے حسد و بغض و عناد کی بنا پر دوسرا راستہ اپنایا اور طعن و تشنع سے اسلام کا راستہ روکا۔ آمیزش ہلال و صلیب میں بھی دین بچاؤ مہم کار فرما تھی اور اس میں بھی استشراق صلیبیوں کا ایک آلہ کار تھی مستشرقین نے سب سے پہلے ہم وطنوں پر یہ ظلم کیا کہ ان سے شناسائی حق کے مواقع چھین لئے ان کے سامنے جان بوجھ کر دنیائے انسانیت کے لئے منبع رشد و ہدایت قرآن اور صاحب قرآن کی ایسی بھیانک تصویر بنا کر پیش کی کہ وہ اسلام کو قبول نہ کر سکیں حالانکہ جب اسلام کا آفتاب طلوع ہوا تھا تو اس نے شب دیجور کو سحر کر دیا تھا اور وہ اسلام مخالف مہم پر کمر بستہ ہو گئے۔ اور جاہلانہ و وحشیانہ خصوصیات پر اتر آئے۔

ڈاکٹر یاسر عرفات نے اس حوالے سے لکھا ہے:

" مستشرقین کا ایک بڑا مقصد دین مسیحت کی ترویج اور دین اسلام کی تصنیف اور اس کی تحریف کرنا ہے اسلام کا مطالعہ اس لئے بھی کیا جاتا رہا ہے کہ اس کے خلاف منصوبہ سازی کر کے اس کی ایسی تصویر کشی کی جائے جس سے لوگ اس دین سے متنفر ہو جائیں۔"(12)

11۔ اصلاحی، شرف الدین، (۲۰۱۴ء)، اسلام اور مستشرقین، اعظم گڑھ، دارالمصنفین، ج:۱، ص:۱۸۷

12۔ اعوان، یاسر عرفات، (۲۰۱۴)، تحریک استشراق مشمولہ ضیائے تحقیق، فیصل آباد، ص:۴۶

ڈاکٹر مازن نے لکھا ہے:

"فضا پته المعروف الديني في معرفة الاسلام المحاربة و تشوفة اباد النصاري عنه ود الحتا لنصاريٰ المصرفة هلا اسلام وسيلة الحملات التغيارتي انطلقت الى البلاد الإسلامية وكان هد فيها الاول تنصير الانصاري من الاسلام"(13)

"مستشرقین کا مقصود اسلام کی معرفت تھا تا کہ اس کا مقابلہ کیا جاسکے اور عیسائیوں کو اس سے دور رکھا جائے بلاشبہ عیسائیوں نے اسلام کے متعلق معرفت کو بھی تنقیدی حملوں کا وسیلہ بنایا جو مسلمان علاقوں پر ہوئے کیونکہ ان کا اولین مقصد عیسائیوں کو اس دین سے بیزار کرنا تھا۔"

عبد الواحد ھالے پوتا مستشرقین کی اسلام کے حوال سے تصنیفات کے حوالے سے لکھتے ہیں:

" یہ لوگ مسلمانوں کو ان کے مذہب اور مذہبی عقائد کو سمجھانے کے لئے کتابیں نہیں لکھا کرتے بلکہ وہ اپنے عیسائی مبلغین ان کو اچھال کر اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی کریں اور ان کو اپنے مذہب کی تبلیغ میں مدد حاصل ہو۔"(14)

بعض ایسی باتیں بھی لکھتے تھے جن کا تعلق نہ ہمارے مذہب سے نہ ہمارے مذہبی عقائد سے تھا لیکن وہ اپنے عیسائی مبلغین کے لئے کچھ مواد فراہم کر دیتے ہیں اور یہ مبلغین ان کو روشن ضمیر اور راسخ العقیدہ مسلمانوں کی تصنیفات بنا کر لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔

دوسری طرف استعماری قوتوں نے نو آبادیاتی علاقوں میں اپنے مسیحی مبلغین کو خوب آزادی دی اور انہوں نے لوگوں کو ورغلا کر عیسائی بنانا شروع کر دیا۔

خواجہ احمد فاروقی نے 1833 کے چارٹر ایکٹ کے بارے میں لکھا ہے:

" 1833ء میں جو چارٹر ایکٹ آیا اس نے بھی مسیحی مبلغین کو بے لگام کر دیا تھا اور انہوں نے مسلمانوں کی دل شکنی اور دل آزاری میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی اس کی شہادت ڈپٹی نذیر احمد اور سرسید احمد خان کی تحریروں سے ملتی ہے اسلام کے مقابلہ میں عیسائیت کو تو غیر الہامی مذاہب کے شرک و الحاد تک گرا دیا تھا مستشرقین ہی نہیں بلکہ ان کے آقاؤں کو بھی اسلام اور قرآن سے خطرہ تھا کہ اسلام کی حق و سچ کی فتح سے عیسائیت کی قلعی نہ کھل جائے اور ان کے کام مسیحت کو پہنچے اس لئے انہوں نے جعلی پروپیگنڈہ کر کے اسلام کے خلاف آوازیں کسنا شروع کر دیں"۔(15)

محمد دھان نے اسلام کے متعلق بات کرتے ہوئے لکھا ہے:

"برطانیہ کے سابق وزیر اعظم گلاڈسن نے اسلام کے متعلق اپنی قوم کو آگاہ کیا اور کہا جب تک مسلمانوں کے ہاتھوں میں قرآن موجود ہے اس وقت تک یورپ مشرق پر اپنا تسلط قائم نہیں کر سکتا اور نہ ہی یورپ خود محفوظ ہے۔ اہل اسلام کے خلاف جو روش آج کل مغرب والوں نے اپنائی ہوئی ہے بالکل ایسی یہ پوزیشن کفار مکہ کی تھی کہ انہوں نے بھی اسلام سے لوگوں کو دور رکھنے کے لئے حیلے و حربے استعمال کر کے ان

13۔ مطبقانی، مازن بن صلاح، (س،ن)، الاستشراق، انٹرنیٹ ایڈیشن، ص:۳۶

14۔ عبد الواحد (۲۰۱۴ء)، اسلام اور مستشرقین، اعظم گڑھ، دار المصنفین، ج:۱، ص:۱۸۷

15۔ فاروقی، احمد، (۲۰۱۴ء)، اسلام اور مستشرقین، اعظم گڑھ، دار المصنفین، ج:۱، ص:۱۱۹

کا مطمع نظر بھی یہ تھا کہ اسلام نہ بڑھے نہ پھلے نہ پھولے اور آجکل کے مستشرقین کا بھی یہی مطمع نظر ہے کہ اسلام کے دامن کو داغ دار کر کے اس کو بڑھنے اور پھلنے پھولنے سے روکا جاسکے۔"(16)

حکیم محمد طاہر نے نبی کریم ﷺ کی شخصیت پر اعتراضات کے حوالے سے لکھا ہے:

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت بھی ہمیشہ ہی سے کفار اور دشمنان اسلام کی تنقید کے نشانے پر رہی ہے ان کے مطابق اللہ کے رسول ﷺ بحیرہ راہب سے جب ملے تو کچھ عرصہ ان سے دین کا علم سیکھتے رہے دوسرا بنیادی اعتراض آپ کی شخصیت کے حوالے سے تعدد ازواج کا ہے اس قضیہ کو بھی آپ کی شخصیت میں طعن کا ذریعہ بناتے ہیں اور دین میں تقلیل پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں"۔ (17)

اسلام کی حقانیت اور سچ سے دور رکھنے کے لئے ہر حیلہ و حربہ استعمال کرتے ہیں جھوٹے الزامات افتراء بازی اور کذب بیانی اور حقائق کو توڑ مروڑ کر پیش کرنا عیسائی راہبوں کا خاص پیشہ ہے۔

واٹ منٹگمری نے لکھا ہے کہ:

"Muhammad at least fra time belived he dad seen the supreme deity, and presumably still believed this when sure 53 was revealed later especially held that jews and christains held that G d cannot be seen. He came to think that the vision had been not for God but for an angel. in sure 6 verse 113 it is asserted that sight reach him (God) nt. (18)

"محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ وقت یہ یقین رہا کہ انہوں نے اللہ کی زیارت کی ہے ان کا یہ ایمان سورہ ۵۳ کے نزول تک قائم رہا بعد میں خاص طور پر جب ان کو علم ہوا کہ یہودی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کی خدا کو دیکھا نہیں جا سکتا تو وہ یہ سوچنے پر مجبور ہوئے کہ دیکھا جانا خدا کا نہ تھا بلکہ جبرائیل کا تھا سورت نمبر 6 آیت نمبر ۱۱۳ میں بیان کیا گیا ہے کہ اسے کوئی نہیں دیکھ سکتا۔"

مستشرقین کا اسلام کی جگہ مسیحیت کے نظام کو تسلط کرنا ان کا پرانا خواب اور اپنے جعلی نظام کو اپنے دین کی خدمت سمجھنا ان کا رویہ ہے۔ مسلمانوں کے متعلق ان کا فیصلہ ہے اگر اسلام پر فتح حاصل کرنی ہے تو ان سے ان کا نظام زندگی ان سے لے لو اور ان کے قلوب و اذھان میں مسیحیت اور اس کے نظام کی برتری واضح کر دو۔ قرآن اور صاحب قرآن کے متعلق تشکیک پیدا کر دو۔ ان کا نظام خود بخود تباہ ہو جائے گا۔

ڈاکٹر احمد خواجہ فاروقی نے مغربی استعماری نظام مستشرقین کے بارے لکھا ہے کہ

" دو دانتے سے لیکر سپر نگر اور سر ولیم میور سے لے کر منٹگمری واٹ تک اسلام کا کم و بیش یہی تصور سامنے رہا ہے اٹھارویں اور انیسویں صدی میں ہندوستان میں جو ایسٹ انڈیا کمپنی اس میں انگریز آفیسر آئے انہوں نے بھی یہی دستور رکھا اور اس کام کو وہ عیسائیت کی سب سے بڑی خدمت سمجھتے تھے کہ ہندوستان کے

16۔ محمد دھان، (س،ن)، قوی الشر المخالفہ، قاہرہ، ص:۱۵، دارالفکر العربیہ

17۔ محمد طاہر، حکیم، (۲۰۱۴ء)، السنہ فی مواجھہ الاباطیل، ص:۵٦

18۔ واٹ منٹگمری، (س،ن)، محمد ایٹ مکہ، ص:۵٦

مسلمانوں کو عیسائی بنائیں ان کی عظمت دیرینہ کو ختم کر دیں اور ان کے دل سے حضور صلی اللہ علیہ السلام کی محبت نکال دیں وہ خوب جانتے تھے کہ اس محبت کے بغیر اسلام کی عمارت ڈیہہ جائے گی" ۔[19]

چرچ اور اس کے متولیوں کی ایک بڑی تعداد نے اسلام کا چہرہ مسخ کرنے کے لیے اور اس سے متعلق حقائق کو توڑ مروڑ کر پیش کیے مشرقی علوم وفنون کی طرف توجہ دی۔ علاوہ ازیں استشراق کے دینی محرکات میں مسیحی عوام کی اسلام کی طرف رغبت کو روکنا اور مسلمانوں کو مسیحی بنانا بھی شامل تھا۔ اسی طرح مصادر اسلامیہ یعنی کتاب و سنت میں تشکیک پیدا کرنے میں یہودی مستشرقین کی ایک جماعت نے اہم کردار ادا کیا ۔ ان یہودی مستشرقین میں گولڈ زیہر (Goldziher) (۱۸۵۰-۱۹۲۱ء)، نولڈ کے (Theodor Noldeke) (۱۸۳۶-۱۹۳۰ء)، رچرڈ بیل(Richard Bell) (۱۸۷۶-۱۹۵۲ء)، رنجس بلیئے(Regis Blachère) (۱۹۰۰-۱۹۷۳ء)اور ویلاھا وزن(Wellhausen) (۱۸۴۴-۱۹۱۸ء)وغیرہ شامل ہیں۔

2. تحقیقی اور علمی مقاصد

مستشرقین کے تمام علمی اور تحقیقی کاموں کے پیچھے علم کی خدمات کا جذبہ کار فرما نہیں تھا، بلکہ علم کی آڑ میں اسلام سے مقابلہ کیا جاتا تھا، البتہ علمی تحقیقات کے اصل مقاصد کے ساتھ کچھ ضمنی مقاصد اور فوائد کا حصول فطری بات ہے، جس کا فائدہ ان کے نہ چاہتے ہوئے بھی اسلام کو جاتا ہے۔ ان چند ظاہری فوائد کو دیکھ کر ہمارے چند ناسمجھ لوگ سمجھ رہے ہیں کہ مستشرقین نے تو بڑے کارنامے سرانجام دیئے ہیں، اس لئے ان کی قدر کرنی چاہئے۔ گویا ان کے نزدیک مستشرقین مسلمانوں سے زیادہ اسلام کے خیر خواہ ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ مستشرقین کے اولین مقاصد خالص علمی تھے ،لیکن بعد میں ان کے مقاصد بدلتے گئے ، اور نتیجتاً خالص علمی مقاصد سے نکل کر عیسائیت کی تبلیغ اور دعوت شروع کر دی ، اور اس کے لئے انہوں نے خصوصی طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور بالخصوص آپ ؐکی ذات مبارکہ کو ہدف بنایا، اور پھر احادیث کے بارے میں مسلمانوں کے اندر شکوک وشبہات پھیلانے شروع کر دیئے ، کہ یہ احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہیں ، بلکہ بعد میں کسی نے وضع کئے ہیں، اور نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی گئی ہے۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ استشراق کی ابتداء خالص دینی مقاصد ہی سے ہوئی ہے۔ اس کی بہترین الفاظ میں وضاحت پیر کرم شاہ نے اپنی کتاب ضیاء النبی میں کی، وہ لکھتے ہیں:

> "گو آج تحریک استشراق ایک علمی تحریک کے طور پر متعارف ہے لیکن اس تحریک کی تاریخ کے طالب علم کے لئے یہ فیصلہ کرنا مشکل نہیں کہ اس تحریک کا آغاز جس مقصد کے تحت ہوا تھا وہ مقصد دینی تھا۔ ہلال وصلیب کے درمیان صدیوں جو معرکہ آرائی رہی، اس کے بنیادی اسباب دینی تھے، اور استشراق کی تحریک چونکہ اس طویل کشمکش کا حصہ ہے، اس لئے یہ کہنا غلط نہیں کہ اس تحریک کا آغاز جن مقاصد کے تحت ہوا تھا وہ مقاصد دینی تھے۔"[20]

استشراقی تحریک کی نشر واشاعت میں جو شامل ہیں ان میں ایک عمل علمی تحقیق وجستجو بھی تھا اگرچہ ایسے لوگ بہت کم نظر آتے ہیں جو انصاف کا دامن تحقیق کے میدان میں نہیں چھوڑتے اور ہر تحریک استشراق کا فرد جب اسلام اور محمد ﷺ کی سیرت کی بات آتی ہے تو

19۔ فاروقی، احمد، (۲۰۱۴ء)، اسلام اور مستشرقین، اعظم گڑھ، دار المصنفین، ج:۱، ص۱۱۹

20۔ الازہری، کرم شاہ، (۲۰۱۲ء)، ضیاء النبی، لاہور، ضیاء القرآن پبلی کیشن، ج:۶، ص:۲۶۰

حسد وبغض عناد اور کینہ کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ لیکن ایسے لوگ جو تحقیق کے میدان میں خالصتاً تحقیقی مقاصد لیکر آئے۔ تو ان سے غلطیاں بھی دوسرے مستشرقین کی نسبت کم ہوتی ہیں۔ کیونکہ تحریف وترمیم جعل سازی ان کا مقصد نہیں تھا اس لئے ان سے غلطیاں بھی کم ہوئی ان کی تحریریں حقائق کے قریب تر تھیں۔ اس لئے بعض مستشرقین پر جب اسلام کی حقیقت واضح ہوئی ہیں تو وہ فوراً حلقہ بگوش اسلام ہو گئے لیکن ایسے لوگوں کے پاس مالی وسائل نہ ہونے کے برابر ہوتے تھے جس کی وجہ سے وہ اسلام کی خدمت کھل کر نہیں کر سکتے بانسبت ان کے جن کو مالی مسائل کا سامنا نہیں ہوتا۔ ایسے مستشرقین مالی و اقتصادی فائدہ اٹھانے سے قاصر رہتے ہیں ان کی غیر جانبدارانہ تحقیق کی وجہ سے ان کو کوئی خاص پذیرائی یا وقعت معاشرے میں نہیں مل پاتی۔ لیکن تحقیق کی آنکھوں کا تارا ہوتے تھے لیکن ایسے محققین کا وجود شاذ ونادر ہے۔ ڈاکٹر یاسر عرفات اعوان نے لکھا ہے کہ عالم مغرب کے بعض فاضلین نے مشرقیات کا انتخاب اپنے ذوق علمی کی وجہ سے کیا وہ دیدہ دلیری اور دماغ سوزی سے کام لیتے ہوئے اسلام کے منابع اور فرہنگ کا مطالعہ کرتے تھے ایسے ہی اہل علم کی مساعی سے بہت مشرقی اور اسلامی نوادر پردہ خفا سے نکل کر منصہ شہود پر آئے متعدد اسلامی مخزن اور تاریخی حقائق ان کی محنت سے پہلی بار شائع ہوئے۔ اسلام کا معروضی مطالعہ کرنے والے مستشرقین میں اہم نام تھامس آرنلڈ(Th mas Arm ld) کا ہے ان کی تصنیف دعوت اسلام(Preaching f Islam) ایک قابل قدر کتاب ہے بعض مستشرقین نے آرنلڈ کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے کہ اس نے تصنیف اہل اسلام کی محبت میں ڈوب کر لکھی ہے۔ اس عملی انحراف کے باوجود بعض مستشرقین نے جب قرآن و حدیث فقہ اور تصوف کو تحقیق کا موضوع بنایا تو ذاتی دلچسپی اور علمی وسعت اور گہرائی نہ ہونے کی وجہ سے وہ حق سے دور چلے گئے اور انہوں نے اسلام مخالف طعن وتشنیع کا حربہ استعمال کیا اور اسلام مخالف ڈگر پر چل کر حق سے دور ہو گئے مزید یہ کہ فلاحی ادارے قائم کرکے سائنسی بنیادوں پر اسلام پر اعتراضات کرنے شروع کر دے۔ مریم جمیلہ نے لکھا ہے کہ

> A few utstanding western scolars have devoted their lives to Islamic studies because of sincere intrest in them where it not for their industry,much valueable knowledge found in ancient islamic manuscripts would have been last rolying forget in bscurity rientalists like the late ReynoIds nichoIsin and the late arthur arberry accomplished noteable work in the field of translating classics for islamic litrature and making them the general reader for the first time in european language.(62)"

> ”مریم کے بقول بعض نامور مغربی محققین نے اسلامی علوم کے مطالعہ میں مخلصانہ کوششیں شوق کی بناء پر کیں اور اپنی زندگیاں کھپا دی اگر وہ کوشش نہ کرتے تو بہت سارا قیمتی اسلامی سرمایہ ناپید ہو گئے ہوتے یا گوشہ تنہائی میں پڑے رہتے انگریز مستشرقین جیسا کہ رینالڈ نکلسن اور آرتھر بیری نے اسلامی ادب کے کلاسیکی پاروں کا ترجمہ کیا جس نے بڑی شہرت پائی اور ان کی بدولت یورپی زبانوں میں عام آدمی کے مطالعہ کے لئے اسلامی ادب دستیاب ہوا۔“

شمس الحق افغانی نے مستشرقین کی اسلام کے حوالے سے تصنیفات کے بارے میں لکھا ہے:

> ” اب مستشرقین نے اس نصب العین (تشکیک) کی تکمیل کے لئے حربی اور سیاسی میدانوں کو ناکافی سمجھ کر علمی میدان میں قدم رکھا اور استشراق کے اسلحہ سے مسلح ہو کر مسلمانوں کے یقین کو کمزور کرنے

اور تشکیک کا زہر پھیلانے کے لئے اسلامی تحقیق کے نام سے لاکھوں کروڑوں روپے خرچ کر کے تصانیف لکھنا شروع کیں تا کہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکیں"۔([21])

مستشرقین نے ناصح نجات دھندہ بن کر کئی تحریکیں شروع کیں تا کہ اپنے مقصد مغربی علوم سے اہل مشرق کو آگاہ کر سکیں۔ لیکن اس کی اس کی بنیاد انہوں نے قرآن، حدیث، سنت، فقہ یا علم تصوف و علم کلام پر نہیں رکھی بلکہ سائنسی علوم پر رکھی تا کہ اہل مشرق دین سے بیزار ہو کر اپنے دین اور اسلام سے دور ہو جائیں اور ان کا رشتہ اسلام سے کمزور ہو جائے اور اسلام کو ثانوی حثیت دے دی جائے مذہب اور سائنسی علوم کو الگ الگ بیان کیا کہ مذہب کا معاملہ الگ ہے ہر بندہ اپنے مذہب کے معاملے میں آزاد ہو کوئی کسی پر پابندی یا نصیحت نہیں کر سکتا۔ تا کہ اسلام بے زار ایک نسل تیار ہو سکے۔

شیخ محمد غزالی مستشرقین کے مقاصد کے بارے میں لکھا ہے:

"حقیقت یہ ہے کہ مستشرقین کافی عرصہ سے اس مقصد کے حصول کے لئے تک کرتے رہتے ہیں اور اسلام کے روشن زاویوں کو دھندلا کرنے کے درپے تھے تا کہ وہ بنیاد جو مسلمان علماء نے قائم کی ہے اسے گرا دیا اور اسلامی تاریخ کی بے معنی شکل پیدا کی جائے"۔([22])

اسلام کے نظام تربیت کا مدار شریعت پر ہے اور فقہ علماء کی محنت کا ثمر ہے ایک طبقہ عرب سے غیر مقصد مش لے کر اٹھا اس نے بھی کافی فقہائے اسلام اور اہل تصوف کو ہدف تنقید بنایا جس کا مسلمانوں کو تو کوئی فائدہ نہ ہوا البتہ مستشرقین کے ہاتھ کافی مواد آ گیا۔ اور عجیب و غریب تاویلات اور دلائل فراہم کئے جو کہ ایک عقل سلیم شخص ان کو مانے کے لئے معنیٰ واضح کریں۔

محمد حسین مسشرقین کی اسلامی قوانین میں تبدیلی کی کوششوں کے بارے میں لکھتے ہیں:

"اسلامی شریعت کے قوانین کو بھی مستشرقین نے بڑی غیر واقعی نظر سے دیکھا ہے اس سلسلے میں وہ ائمہ مجتہدین پر نقد کی غرض سے جدید دور کے مغرب پرست اور مغرب سے مرعوب افراد کو بھی استعمال کرنے سے گریز نہیں کرتے تھے وہ مسلمانوں کو دین اسلام کے قوانین میں سختی اور غیر معقول زاویوں کی نشاندہی کرواتے تھے اور اس پس منظر میں وہ یہ خواہش بھی رکھتے تھے کہ اسلام کے ان وضعی قوانین کو بھی تبدیل کیا جائے جن میں امت کے لئے خیر و بھلائی پوشیدہ ہے"([23])

مستشرقین کی ایک جماعت ایسی بھی ہے جو اپنی علمی پیاس بجھانے کے لیے مشرقی علوم کی طرف متوجہ ہوئی۔ یہ اگرچہ اپنے کام میں تو مخلص تھی لیکن اپنی تحقیقات میں انہوں نے بھی بعض مقامات پر ٹھوکر کھائی۔ ایسا یا تو عربی زبان میں رسوخ نہ ہونے کے سبب سے ہوا یا پھر مغربی معاشروں میں اسلام کے بارے میں رائج عام تصورات سے متاثر ہونے کے سبب ہوا۔ ان میں فرانسیسی مستشرق موریس بکائے(Bucaille Maurice) اور عبد الکریم جرمانس(Germanus Gyula) (۱۸۸۴ ۱۹۷۹ء) وغیرہ شامل ہیں۔ اسی محرک کے تحت قرون وسطیٰ کے مسلمان علماء کی فلکیات، جغرافیہ، تاریخ، طب، ریاضی، فلسفہ، علم کلام سے متعلق سینکڑوں کتب کو ایڈٹ کر کے شائع کیا

21۔ افغانی، شمس الحق، (س،ن)، علام القرآن، لاہور، مکتبہ اشرفیہ، ص:۲۶،

22۔ غزالی، محمد بن محمد، الامام، (۱۳۸۴ھ)، دفع عن عقیدہ فی الادب المعاصر، بیروت، موسسۃ الرسالہ، ج:۱، ص:۵۹

23۔ محمد حسین، (س،ن)، التجاھات الوطنیہ فی الادب المعاصر، بیروت، موسسۃ الرسالہ، ج:۱، ص:۵۹

گیااور ان کے تراجم عربی سے یورپی زبانوں میں کیے گئے تاکہ مسلمانوں کے علوم وفنون کی روشنیوں سے یورپ کی جہالت کی تاریکیوں کو دور کیا جاسکے۔

3. **معاشی مقاصد**

وہ اسباب و وسائل جو استشراق کی ترقی اور پیش قدمی میں موثر تھے ان میں ایک معاشی پہلو بھی تھا کہ اہل مغرب مشرق کے مسلمانوں کے وسائل پر قبضہ کرنا چاہتے تھے اور ان لوگوں نے اس مقصد میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے بڑی تگ و دو کی۔ انہوں نے اہل مشرق کے رویے ان کی تہذیب خدوخال سمجھنے کے لئے مستشرقین کی بھرپور مدد کی کیونکہ مشرقی سرسبز وشاداب ذہن اور اہل عرب دولت زرسیال قدرتی پانی کے ابلتے چشموں نے ان کو محبوس الحواس بنا دیا انہوں نے ان وسائل تک دسترس حاصل کرنے کے لئے بڑے پاپڑ بیلے اسکی واضح مثال عرب ممالک میں خانہ جنگی صرف اور صرف تیل کی خاطر لاکھوں لوگوں کو جعلی جھوٹے الزامات لگا کر ذلیل وخوار کر دیا۔ لیبیا مصر عراق افغانستان اور شام اسکی واضح مثالیں ہیں صرف اور صرف تیل کی خاطر کروڑوں لوگوں کا جینا دوبھر کیا ہوا ہے کہاں ہے اہل مغرب کی تہذیب امن کہاں ہیں نام نہاد فلسفی جو بات بات پر اسلام کی ابتدائی جنگوں پر ہرزہ سرائی کرتے ہیں اب ان کو اپنی اوقات بھول ہی جاتی تھی کیونکہ ظلم مسلمانوں پر ہو رہا ہے۔

ڈاکٹر ابراہیم القیومی لکھتے ہیں:

> "میں کن آرزوں کے ساتھ اپنے خیالوں میں دیکھ رہا ہوں جب ہر طرف درختوں کی خوبصورت قطاریں ہوں گی سیاہ فام مقامی لوگ شمالی عراق کو خالی کر دیں گے ہمارے لئے تاکہ ہم وطنوں کے لئے بہت زیادہ گندم پیدا کریں۔"(24)

دولت کی حرص وہوس نے ان کو اندھا کیا ہوا ہے اس کے لئے چاہے ان کو بین الاقوامی قانون کو ہی کیوں نہ توڑنا پڑے وہ گریز نہیں کرتے۔ کیونکہ مقصود ان کا صرف اور صرف دولت تک رسائی ہے۔ دراصل تحریک استشراق کا آغاز تو اسلام کی روزبروز بڑھتی ہوئی ترقی کو روکنے کے لئے کیا گیا تھا لیکن بعد میں اس کے مقاصد میں اضافہ ہو گیا تھا اہل مغرب نے اپنے معاشی مفاد کے لئے اور تجارتی برتری کے لئے بھی عربی زبان ثقافت کا مطالعہ کیا۔

انہوں نے مشرقی ممالک میں ایسے حالات پیدا کرنے کی کوشش کی کہ ان کے وسائل پر قبضہ کرنا آسان ہو ان کا طریقہ واردات یہ ہے کہ مسلمانوں کو تقسیم کرو اور حکومت کرو صنعتی دور میں داخل ہونے کے بعد اہل مغرب نے ان کے خام مال پر نظر جمائی اس کو حاصل کرنے کے لئے حیلے تلاش کرنے لگے۔

ڈاکٹر مازن نے لکھا ہے:

> ’’ وهناك من يرى ان الهدف الاقتصادي كان هو الاساس في الاستشراق وقد استعمل الذين اولتغير لتحقيق الهدف الاقتصادي‘‘(25)

24۔ قیومی، محمد ابراہیم، (۱۹۹۳ء)، الاستشراق، رسالۃ الاستعمار، قاہرہ، دارالفکر الغربی، ص:۱۲۰

25۔ مطبقانی، مازن بن صلاح (س،ن)، الاستشراق، انٹرنیٹ ایڈیشن، ص:۳۶

مستشرقین اپنی تحقیقات کے ذرائع سے مشرق کے خزائن کی نشاندہی کرتے ہیں اسی طرح انہوں نے استعداد وسائل کے بارے میں امیر مشرقی اور اسلامی آبادیوں میں احساس کمتری کو عام کرنے کی سعی۔اور کی مشرقی دنیا پر مغرب کے علمی و فکری تفوق کی دھاک بٹھانے کی خاطر کامیابی حاصل ہوئی۔

عبد المتعال الجبری مغرب کی اسلام کے بارے میں متعصب سوچ کے بارے میں لکھتے ہیں:

" اس ظلم کی وجہ کیا کہ جو ان کمزوروں کے ساتھ روار کھا جارہا ہے کتوں جیسی اس لالچ کا جواز کیا ہے جو ان قوموں کے پاس ہے اسے چھیننے کی کوشش ہو رہی ہیں اور طاقت ور کو حق پہنچتا ہے کہ وہ کمزوروں کے حقوق غصب کرے یہ قومیں اس سوچ کے صحیح ہونے کے ثبوت مہیا کر رہی ہیں کہ مسلح قوت کے سامنے اخلاقی اور اجتماعی اقرار کی کوئی حیثیت نہیں یہاں یہ قومیں اہل مشرق کے ساتھ معاملہ کرنے میں ہر طرح کی خوبی سے مکمل طور پر عاری ہو چکی ہیں کہ زمانہ قدیم کے ظالم ترین لشکروں میں بھی اس کی مثال نہیں ملتی"[26]

وہ اسباب و وسائل جو استشراق کی ترقی اور پیش قدمی میں مؤثر تھے ان میں ایک تجارتی سبب بھی ہے۔اور وہ یہ کہ مغرب کے لوگ بہت دلچسپی سے مسلمانوں کے ساتھ لین دین کرتے تھے تا کہ وہ اپنے خرید و فروخت کے سامان کو زیادہ سے زیادہ عام کر سکیں اور مسلمانوں کے خام قدرتی ذرائع کو کم سے کم قیمت پر خرید سکیں،اور مسلمانوں کی اس علاقائی صنعت کو ختم کر دیں جو عرب اور مسلم ممالک میں عروج وارتقاء کی چوٹی پر پہنچی ہوئی تھیں۔

4. سیاسی مقاصد

جب اسلامی اور عربی ممالک سے اہل مغرب کا تسلط ختم ہوا تو یہ بات واضح طور پر سامنے آئی کہ ان کا مقصد تو مسلمانوں پر اپنا تسلط قائم کرنا تھا اور اس کے پیچھے پھر ہر طرح کے محرک تھے۔عیسائی مشنریاں اور ان کے کارندے یہی کام سرانجام دیتے تھے۔

ضیاء الدین اصلاحی نے مغرب میں مستشرقین کی مشنریوں کی اعانت کے بارے میں لکھا ہے:

"مستشرقین کی فکری اور اعتقادی کاوشوں پر استعمار پسند پورا اعتماد اور بھروسہ کرتے تھے اور ان میں مزید ایسے مشکوک و اعتراضات کا اضافہ کرتے تھے جن کا اسلام اور ذات نبوی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوتا تھا ان کو اطمینان تھا کہ مسیحیت مشرق میں مغربی استعمار کی بنیاد ہو گی اسی بنا پر وہ مشنریوں کے مشن کو ہموار اور وسیع کرنے کے لئے ان کی ہر ممکن امداد اور اعانت کرتے ہیں"[27]

پرانے وقتوں میں کمروز قوموں کے وسائل پر طاقتور قومیں قبضہ کر لیتی تھیں اور کمزور طبقے کو اپنا غلام بنالیا جاتا تھا ان کی املاک پر قبضہ کر لیا جاتا تھا لیکن اب دور جدید میں بد بخت ظالموں نے اپنا طریقہ کار بدل لیا ہے فریب و دھوکہ دہی سے اپنے مذموم مقاصد کو پورا کیا کرتے تھے۔

اس بارے میں پیر محمد کرم شاہ الازہری نے مستشرقین کے مغرب میں سیاسی مقاصد کو بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

26۔ جبری، محمد عبد المتعال،(س،ن)،الاستشراق وجہ الاستعمار، قاہرہ مکتبہ وھبہ، ص:۱۰۸

27۔ اصلاحی، محمد زبیر،(۲۰۱۴ء)،اسلام اور مستشرقین،لاہور، مکتبہ رحمت للعالمین، ص:۱۰

"مستشرقین جن مختلف مقاصد کی خاطر اقوام مشرق کی طرف متوجہ ہوتے تھے کہ ان میں سیاسی مقصد سر فہرست تھا اقوام مغرب کے مشرق میں سیاسی مقاصد کو صرف دو عنوانات کے تحت بیان کیا جا سکتا ہے"

ا۔ سارے عالم اسلام پر سیاسی غلبہ

۲۔ مملکت اسرائیل کا قیام

پرانے زمانے میں دستور یہ تھا کہ جب کوئی قوم کسی دوسری قوم کے علاقے پر قبضہ کرنا چاہتی تھی تو اس کا ایک ہی طریقہ تھا کہ طاقت ور قوم کمزور قوم پر حملہ کرتی تھی دوسری قوم میں اگر قوت ہوتی تو حملہ آور قوم کا مقابلہ کرتی ورنہ ہتھیار ڈال دیتی حملہ آور قوم اگر جنگ جیت جاتی تو مطلوبہ علاقے پر قابض ہو جاتی اور اگر ہار جاتی تو اپنے ناکام ارادے لئے واپس لوٹ جاتی انسان جوں جوں مہذب ہو تا جارہا ہے وہ دوسری اقوام کے حقوق غصب کرنے کو خلاف تہذیب نہیں سمجھتا ہے البتہ اس لوٹ مار کے لئے بظاہر طاقت کے استعمال کو ترجیح نہیں دیتا بلکہ جھوٹ فریب اور سازش بنی میکاوَلی سیاست کے ذریعے اپنے مقاصد کو حاصل کرنا چاہتا ہے اور ضرورت پڑنے پر طاقت کا بھی اسی طرح استعمال کرتا ہے جس کی تاریخ انسانی کے تاریک ترین ادوار میں بھی مثال نہ ملتی ہو اس کی واضح مثال خلیج کی جنگ میں مغرب اور امریکہ کا کردار ہے جنہوں نے مسلمانوں کے ممالک پر قبضہ کرنے کا خواب دیکھا اوراس مقصد کے حصول کے لئے انہوں نے ایسی جماعتیں تیار کیں جنہوں نے علم کی محبت اور خدمت انسانیت کا لبادہ اوڑھا ہوا تھا اور کر اپنا سیاسی تسلط قائم کرنے کے لئے آگے بڑھ رہی تھی۔ تاکہ ممالک کے شہریوں کی طرف سے کسی قسم کی دفاع کا امکان نہ ہو(70)

ڈاکٹر یاسر عرفات نے مغرب کی مستشرقین کی معاونت کے بارے میں لکھا ہے:

"عالم مغرب نے اپنے سیاسی توسیعی عزائم کے لئے استشراق کی خدمات حاصل کیں جنہوں نے اپنی صلاحیتوں کا بھرپور استعمال کرتے ہوئے استعمار کے غلبے اور تسلط کے لئے راہ ہموار کی مستشرقین سر زمین مشرق میں استعمار کے لئے امکانی مفادات کی نشاندہی کرتے تو نو آبادیاتی دور میں وہ محکوم علاقوں کی زبان ادب مذہب ثقافت عرف و عادات اور وسائل و خزائن کے بارے میں علمی مواد مرتب کرتے تاکہ استعماری قوتیں مستقبل کی دیرپا منصوبہ بندی کر سکے استعمار اور استشراق کے اس باہمی تعلق کی نشاندہی کرتے ڈاکٹر محمد مازن نے استاد شاکر محمود کا قول ذکر کیا ہے"([28])

ان مستشرقین نے اپنی تحقیقات کے ساتھ مسلم ممالک کے متعلق بڑی تفصیل فراہم کیں جس نے مغربی ممالک کو ان علاقوں کے خزانوں اور وسائل پر قبضہ اور غلبہ پانے پر برانگیختہ کیا اور کئی دفعہ تو یوں ہوا کہ یہ قبضہ کرنے والے اور مستشرق ایک ہی نظر آئے استعمار کے بہت سے وظیفہ خور وہ تھے جو مشرق کی زبان تاریخ اور سیاست اور معیشت کا اچھا علم رکھتے تھے"

فرانس میں مشرقی زبانوں کی تعلیم کا ایک ادارہ قائم کیا گیا اس ادارے کی اولین تحقیقی سرگرمیاں مصر اور اہل مصر کے بارے میں مفصل مواد مرتب کرنا تھا مستشرقین کی ایک جماعت جو کہ مقرر ماہرین پر مشتمل تھی نے ۲۳ جلسوں میں ایک موسوعۃ تیار کیا جس میں مصر کے حوالے سے تمام بنیادی معلومات تھیں۔

ڈاکٹر احمد نے استشراق کے بارے میں ان سیاسی غلبہ اور ان تحاریک کے بارے مکمل تفصیل سے لکھا ہے۔

28۔ ڈاکٹر، یاسر عرفات، (۲۰۱۴ء)، تحریک استشراق مشمولہ ضیائے تحقیق، فیصل آباد، ص:۲۸

دوسری جنگ عظیم کے بعد جب نو آبادیاتی نظام اقتدار کا خاتمہ ہونا شروع ہوا تو استعمار کو مختلف ممالک میں اقتدار چھوڑنا پڑا اور مغرب نے نئی تدبیر اختیار کی انہوں نے اپنے سفارت خانوں قونصلیٹ اور ڈپلومیٹک سیکٹر میں (diplomatic sector) میں مستشرقین کو اہم نشستوں پر فائز کیا جنہوں نے استعماری غلبے سے آزاد ہونے والے ملکوں میں تسلط قائم رکھا جنہوں نے وہاں قائم ہونے والی حکومتوں کو عدم استحکام سے دوچار کیے رکھنے میں اپنا اہم کردار ادا کیا۔

ابو للیث اصلاحی ندوی نے اس طرف بھی توجہ مبذول کروائی ہے:

"دوسری بات جس کی طرف مجھے آپکی توجہ مبذول کروانی ہے۔ وہ یہ ہے کہ صلیبی جنگوں کی وجہ سے مستشرقین میں معاندانہ رویہ پرورش پاتا رہا اسکو کسی بھی حال میں نظر انداز نہیں کیا جاسکتا اس میں سوائے چند ایک کے سوا جن کو انگلیوں پر گنا جا سکتا مستشرقین کی اکثریت اپنی بلند علمی حیثیت کے باوجود حق اور صداقت کے بنیادی فرض کی ادائیگی میں بھی اپنے معاندانہ رویے سے نہیں بچا سکی۔ اس وجہ سے وہ اسلام اور رسول اللہ پر لکھی جانے والی اپنی تحریروں میں غلط واقعات اور بناوٹی قصوں کہانیوں کی نشر و اشاعت اس طرح کرتے ہیں گویا کہ وہ ثابت شدہ واقعہ ہوں"(72)

یورپ کی استعماری قوتیں اور تحریک استشراق ایک دوسرے کے لیے لازم وملزوم کی سی حیثیت رکھتی ہیں یہ دونوں قوتیں ایک دوسرے کے مقاصد کے حصول کے لیے مدد و معاون ہیں استعماری قوتوں نے استشراق کو بطور آلہ استعمال کیا اور کمزور ممالک میں فتنے اور مسلکی اختلافات ابھارنے میں اہم کردار ادا کیا۔

خواجہ احمد فاروقی لکھتے ہیں:

" سر سید احمد خان سر ولیم میور کی لائف آف محمد اسلام کا جواب لکھنا چاہتے تھے میور نے یہ کتاب پادری فنڈر کے حکم پر اور اس کے مشن کو تقویت پہچانے کے لیے لکھی تھی یہی وجہ ہے کہ سر ولیم میور نے حضور رسالت مآب ﷺ کی شان میں بڑی بڑی گستاخیاں کی ہیں نعوذ باللہ ان کو بازی گر فتنہ پرور عیش پرست فریبی اور ریاکار کہا ہے غرض کہ وہ تمام رقیق اور بے ہودہ الفاظ استعمال کیے ہیں جو اس سے قبل صلیبی جنگوں اور دانتے کے ذریعے رائج ہو چکے تھے۔"[29]

حکیم الامت نباض قوم مصور پاکستان ڈاکٹر علامہ محمد اقبال نے قوم کی رہنمائی فرمائی اور مغرب کے نظام تعلیم کو مسلمانوں کے خلاف ایک سازش قرار دیا ہے اقبال نے مغرب کے نظام تعلیم کو اپنے کلام میں کھل کر حدف نشانہ بنایا اور مسلم امہ کو آگاہ کیا کہ ان کے دجل و فریب سے بچ جاؤ یہ مسلمانوں کے خلاف سازش ہے استشراقی تحریک کے سپہ سالاروں نے جب دیکھا کہ مسلم قوم بیدار ہو گئی ہے اور انہوں نے ہمیں پہچان لیا ہے جان گئے ہیں تو انہوں نے بھی اپنا آلہ کار بدل لیا پہلے وہ خود میدان میں آکر لڑتے تھے پھر انہوں نے حکمت عملی تبدیل کی اور مسلم ممالک میں آکر پھر انہوں نے حکمت عملی تبدیل کی مسلم ممالک میں سے اپنے وفادار گروپ کو سپورٹ کر کے ان کو اقتدار دلوایا پھر ان کے لیے ذریعے سے اپنی تحاریک کو دوام بخشا اور کامیاب کروایا۔ پھر انہوں نے دیکھا مسلمانوں کے اندر اپنے دین اسلام اور نبی کی

29۔ فاروقی، احمد، (۲۰۱۴ء)، اسلام اور مستشرقین، اعظم گڑھ، دارالمصنفین، ج:۱، ص:۱۲۰

حرمت پر کٹ مرنے کو تیار ہیں تو انہوں نے سوچا اسلام کا فلسفہ جہاد ہے تو پھر انہوں نے ایکا کر کے عالم کفر نے جہاد کو دہشت گردی سے تعبیر کیا اور اسے حقوق انسانی کی خلاف ورزی قرار دیا کبھی آزدی صحافت اور آزادی رائے کے ذریعے سے مسلمانوں اور ان کے نبی کی ذات بابرکات پر حملے کو آزادی اظہار رائے سے تعبیر کیا۔

مسلم ممالک کے اسلامی نصاب پر ان کی کڑی نظر ہوتی ہے۔ جہاد کے متعلقہ مواد کو خارج کروادیں گے۔ اپنے نصاب میں تعلیم حربی کو خود اپنا دفاع کرنے کی تعلیم سے تعبیر کریں گے۔ ان کی یہ کوشش ہے کہ مسلمانوں کو ایسا نصاب تعلیم دیا جائے کہ یہ اسلام سے دور ہو جائیں۔ اپنے نبی سے ان کا رشتہ کمزور پڑ جائے سائنس اور ٹیکنالوجی کی تعلیم کے نام پر نئی نسل کو برباد کیا جائے۔ مغربی تعلیم کی چھاپ نے مشرق کے نصاب تعلیم پر نظر آنے لگی ہے۔

معروف برطانوی مستشرق ایڈورڈ ولیم لین(Edward William Lane) (۱۸۰۱۔۱۸۷۲ء)۱۸۲۵ء میں مصر آیا اور ۱۰ سال یہاں قیام کیا۔ لندن واپسی پر اس نے ۱۸۳۶ء میں ایک کتاب أخلاق وعادات المصريين المعاصرة'' شائع کروائی۔ اس کتاب کے کئی ایک طبعات انگلینڈ، جرمنی اور امریکہ سے شائع ہوئے تا کہ مغرب، مشرق پر حملہ آور ہونے سے پہلے اس کے بارے میں ممکنہ جانکاری حاصل کر سکے۔ مغربی استعمار کے لیے بطور ایجنٹ کام کرنے والے بیسیوں مستشرقین کے احوال مسلمان اہل علم نے اپنی کتب میں نقل کیے ہیں۔ مثلاً ڈاکٹر یٰی مراد نے اپنی کتاب ردود علی شبهات المستشرقين'' میں علاقة الاستشراق بالاستعمار والتبشير والصيهونية لینی استشراق کا مغربی استعمار (Western Imperialism)، مشنری تحریک (Evangalism) اور صیہونیت (Zionism) سے تعلق کے نام سے ایک مستقل باب باندھا ہے۔ معاصر مستشرقین اور مغربی استعمار استشراق کی یہ تحریک عصر حاضر میں بھی جاری ہے لیکن اس فرق کے ساتھ کہ برطانوی استعمار کے زمانے میں برطانیہ کے مستشرقین اس تحریک کی قیادت کر رہے تھے اور اب امریکی استعمار کے دور میں امریکی استشراق دنیا بھر کے مستشرقین کا عالمی ترجمان ہے۔ امریکی استعمار کے نمائندہ مستشرقین میں ہمیں ہملٹن گب(Sir Hamilton Alexander Rosskeen Gibb) (۱۸۹۵۔۱۹۷۱ء) کا نام ملتا ہے جو شروع میں تو لندن یونیورسٹی میں 'School of Oriental and African Studies)' میں پروفیسر رہا اور بعد ازاں اس نے ہارورڈ یونیورسٹی میں (Harvard Center For 'Middle Eastern Studies) کی بنیاد رکھی اور اس کا ڈائریکٹر بھی رہا۔ گب نے پہلی جنگ عظیم میں برطانوی فوج کے لیے رائل رجمنٹ آف آرٹلری (Regiment of Artillery Royal) میں کام کیا۔

اس مستشرق کا عسکری مہم جوئی (Military Adventure) سے دانش گاہ (Academia) تک کا یہ سفر ایک دلچسپ داستان ہے۔ گب کے نمایاں شاگردوں میں ہمیں برنارڈ لیوس (Bernard Lewis) کا نام ملتا ہے جو ۱۹۱۶ء میں لندن میں پیدا ہوا۔ برنارڈ لیوس نے بھی دوسری جنگ عظیم میں برطانوی رائل آرمڈ کور (Royal Armoured Corps) اور انٹیلی جنس کور (Intelligence Corps) میں کام کیا تھا۔ اس کے بعد لندن یونیورسٹی میں 'School of Oriental and African Studies' کا چیئر پرسن رہا اور بعد ازاں پرسٹن یونیورسٹی، امریکہ سے وابستہ ہو گیا۔ مشرق وسطی اور مسلم دنیا سے متعلق فارن پالیسی مرتب کرنے میں امریکی حکومتیں کئی ایک دہائیوں سے اس کے مشوروں پر عمل کرتی چلی آئی ہیں۔ اسے مشرق وسطی اور اسلامی تاریخ پر تحقیقی کام کی وجہ سے مغرب میں "The Doyen of Middle Eastern Studies" "Father of Islamic Studies" اور "Sage for the Age" اور "The most distinguished scholar on the Middle East" "The West's most influential postwar historian of Islam and the Middle East" جیسے القابات سے جانا جاتا ہے

۱۹۲٦ء میں قائم ہونے والی آرگنائزیشن 'Middle East Studies Association of North America' کا وہ بانی رکن تھا لیکن ۲۰۰۷ء میں اس نے اس سے اختلاف کے سبب سے اپنی نئی تنظیم 'Association for the Study of the Middle East and Africa' کے نام سے بنالی اور اس کا چیئر مین قرار پایا۔(74)

5. **سامراجی اسباب و مقاصد**

جب صلیبی جنگوں کا خاتمہ ہو گیا اور صلیبیوں کو رسوائی اور پسپائی کا سامنا کرنا پڑا (بظاہر تو یہ جنگ دینی تھی لیکن اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو اس میں سامراجی جنگ کی جھلک نظر آتی ہے تو اسکے باوجود بھی اہل مغرب اسلامی اور عربی ملکوں پر قبضہ کے خاتمہ سے ناامید نہ ہوئے بلکہ ان ملکوں کے حالات و کیفیات، عادات و اطوار، اخلاق و کردار، مال و دولت اور عقائد و نظریات کے مطالعہ میں مکمل دل جمی کے ساتھ ڈٹ گئے، تاکہ ان ملکوں کی قوت و ضعف کی جگہوں پر مطلع ہو سکیں اور اسباب قوت کو کمزور کر کے اسباب ضعف سے فائدہ اٹھائیں۔ فوجی بالادستی اور سیاسی گرفت مضبوط و مستحکم ہونے کے بعد استشراق کو آگے بڑھانے کے اسباب و محرکات بدستور قائم رکھیں۔ اور استشراق کا تو مقصد ہی یہ تھا کہ مسلمانوں کے ذہن و دماغ میں روحانی اور اخلاقی مزاحمت کو کمزور کر دیا جائے اور مسلمانوں کی اسلامی تراث، عقائد و نظریات، انسانی اقدار و روایات کی افادیت کو مشکوک کر کے ان کے افکار و خیالات کو متزلزل کر دیا جائے، اور انھیں فکری اور ذہنی طور پر اپاہج بنا دیا جائے تا کہ وہ خود اعتمادی کھو دیں، اور اہل مغرب کے سایہ میں زندگی بسر کریں اور ان سے اخلاقی اقدار اور عقائد کے اصول کی بھیک مانگیں، اور اس طرح جب قوم مسلم فکری اور ذہنی طور پر اہل مغرب کی غلامی کا طوق اپنے گلے میں ڈال لے گی تو وہ ان کی تہذیب و ثقافت اور تقالید و روایات کے سامنے اپنا سر خم کر دے گی اور برضاو رغبت ان کی مطیع و فرماں بردار ہو جائے گی اور اس کے بعد پھر کبھی اپنا سر نہیں اٹھا سکے گی۔(75)

6. **استعماری مقاصد(Imperialistic Motives)**

انیسویں صدی عیسوی میں تقریباً تمام عالم اسلام مغربی استعمار کا حصہ بن گیا۔ مشرق پر اپنے غلبہ کو برقرار رکھنے کے لیے حاکم قوتوں نے مشرق کے علوم و فنون اور تاریخ و لغات کی طرف خصوصی توجہ دی تا کہ غلام قوم کی نفسیات و زبان جانتے ہوئے اس سے بہتر انداز میں خدمت کی جاسکے۔ جرمن مستشرق کارل ہائنرش بیکا(Carl Heinrich Becker) (۱۸۷۲۔۱۹۳۳ء) افریقہ میں جرمن استعمار کی خاطر ۱۸۸۵ء۔۱۸۸٦ء میں خدمات سرانجام دیتا رہا۔ مستشرق کرسٹیان(Christiaan Snouck Hurgronje) (۱۸۵۷۔۱۹۳۲ء) ۱۸۸۵ء میں ہالینڈ کی حکومت کی طرف سے مکہ میں عبد الغفار کے نام سے اپنی خدمات پیش کرتا رہا اور بعد ازاں انڈونیشیاء میں بھی رہا۔ سیاسی استعمار کے علاوہ مغرب کے مشرق پر فکری استعمار اور غلبے میں بھی تحریک استشراق کا ایک اہم کردار رہا ہے اور ابھی تک ہے۔ ڈاکٹر عبد المتعال نے اس موضوع پر "الاستشراق وجه للاستعمار الفكري" کے نام سے ایک کتاب مرتب کی ہے۔(76)

7. **طبعی مقاصد(Natural Motives)**

دیگر اقوام کے مذاہب، افکار، معاشرت اور اقتصادیات کے بارے میں جاننے کی ایک فطری خواہش تقریباً ہر انسان میں موجود ہے۔ تحریک استشراق کے محرکات میں سے ایک اہم محرک یہی فطری خواہش تھی کہ جس نے اہل مغرب کو مشرق، مشرقی تہذیب اور مشرقی علوم و فنون کے بارے میں جاننے کے لیے ابھارا۔(77)

8. **تاریخی مقاصد(Historical Motives)**

مشرق و مغرب کے باہمی تعلقات زمانہ قدیم سے چلے آرہے ہیں۔ ان کے مابین وقتاً فوقتاً فکری مکالمہ اور عسکری مہم جوئی ہوتی رہی ہے۔ یہ فکری و عسکری نزاع بھی اہل مغرب کے لیے ایک اہم محرک بنا ہے کہ وہ مشرق کے بارے میں زیادہ سے زیادہ جانکاری حاصل کریں یا اس کے لیے کوشش کریں۔(78)

9. دین اسلام کی تعلیمات اور تصویری کو مسخ کرنا

جرمن مستشرق روڈولف روڈی پارٹ Rudolf Rudi Paret (۱۹۰۱-۱۹۸۳ء) کا کہنا ہے کہ معاصر استشراقی جدوجہد کا مقصود دین اسلام کو باطل دین ثابت کرنا اور مسلمانوں کو دین مسیحیت کی طرف راغب کرنا ہے۔(79)

روڈی پارٹ نے یہ بھی لکھا ہے کہ ازمنہ وسطی(Middle Ages) میں عیسائیوں کی ایک بڑی تعداد علوم اسلامیہ کی طرف اس لیے متوجہ ہوئی کہ دین اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کو مسخ کر سکے، کیونکہ ان کا یہ ذہن بن چکا ہوا تھا کہ جو دین بھی مسیحیت کے خلاف ہے اس میں کوئی خیر نہیں ہو سکتی۔(80)

10. اسلام کے غلبے کا خوف

مغرب میں اسلام کے پھیلاؤ کو روکنا اور عیسائی دنیا کو مسلمان ہونے سے بچانا بھی تحریک استشراق کے اہم مقاصد میں سے ہے۔ اس مقصد کے تحت مستشرقین کی ایک بڑی تعداد نے اپنی تحقیقات کے ذریعے مسلمانوں اور اسلام کے بارے میں اہل یورپ کے دلوں میں نفرت، بغض اور تعصب کو جنم دیا۔ سابقہ برطانوی وزیر اعظم اور سیاسی رہنما ولیم گلاڈسٹن William Ewart) (1809-1898 Gladstone نے ۱۸۸۲ء میں کہا تھا کہ جب تک قرآن موجود ہے، یورپ کے لیے مشرق کو مغلوب کرنا ممکن نہیں ہے، بلکہ قرآن کی موجودگی میں یورپ کے لیے اپنے آپ کو حالت امن میں محسوس کرنا بھی درست نہیں ہے۔ الجزائر میں متعین فرانسیسی گورنر کا کہنا یہ تھا کہ: ہمارے لیے لازم ہے کہ ہم ان کے وجود سے قرآن مجید کو کھرچ ڈالیں اور ان کی زبانوں سے عربی زبان کو اکھیڑ دیں تو اسی صورت میں ہم صحیح معنوں میں ان سے بدلہ لے سکتے ہیں۔ معاصر امریکی مستشرق برنارڈ لوئیس کو امریکی سیاست کا وفادار مستشرق مانا جاتا ہے۔ یہ صاحب عالم اسلام کو اس وقت مغرب اور مغربی تہذیب کے لیے ایک بڑا خطرہ قرار دیتے ہیں۔(81)

11. مسلمانوں میں عیسائیت کی ترویج

مسلمانوں کو عیسائی بنانے کے لیے ان کے دین وعقائد میں تشکیک پیدا کرنا بھی تحریک استشراق کا ایک اہم مقصد ہے۔ استاذ عبد الرحمن میدانی کا کہنا ہے کہ یورپ کی اکثر یونیورسٹیوں میں علوم اسلامیہ اور علوم عربیہ کا تعلیمی نصاب منہج اور طریق تدریس طے کرنے والے متعصب مستشرقین یا تحصیری(Evangelist) ہیں۔ جرمن مستشرق جون فک Johann Fuck (۱۸۹۴-۱۹۷۴ء) نے لکھا ہے کہ استشراق محض کوئی علمی تحریک نہیں ہے بلکہ اس کا مقصود اسلام کا رد اور مسلمانوں میں عیسائیت کی ترویج ہے۔(82)

12. اصلاح مذہب

مسلم مفکر ابن رشد Avicenna (۹۸۰ - ۱۰۳۷ء) کے فلسفے کے زیر اثر اہل مغرب میں ہی ایک بڑی تعداد مصلحین (Reformists) کی پیدا ہو چکی تھی جنہوں نے اپنے مذہب کی اصلاح کے لیے مسلمانوں کے علوم وفنون کی طرف توجہ دی۔ ایسے مصلحین کو عموماً مسیحی دنیا میں اچھی کی نظر سے نہیں دیکھا جاتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ مارٹن لوتھر Martin Luther (۱۴۸۳-۱۵۴۶ء) وغیرہ پر اہل روم نے یہ تہمت لگائی کہ وہ مسیحی دین کو دین محمد سلیم سے تبدیل کرنا چاہتا ہے(83)۔

تحریک استشراق کے اثرات

تحریک استشراق، جسے "Orientalism" بھی کہا جاتا ہے، ایک علمی اور ثقافتی تحریک ہے جو مغربی ممالک کی جانب سے مشرقی ثقافتوں، معاشرتوں اور تاریخ کے بارے میں تحقیق اور تحریر کے عمل کو بیان کرتی ہے۔ یہ تحریک بنیادی طور پر 18ویں اور 19ویں صدی میں پروان چڑھی، اور اس کے اثرات بہت وسیع اور گہرے ہیں۔ استشراق نے مشرقی ثقافتوں کے مطالعے کے لیے ایک خاص علمی انداز متعارف کرایا۔ اس میں زبان، تاریخ، فلسفہ، اور مذہب کے موضوعات شامل تھے۔ مغرب نے مشرقی دنیا کی زبانوں، ادب، اور ثقافتوں کا

مطالعہ کیا، جس سے نئی معلومات فراہم ہوئیں، لیکن اکثر یہ معلومات مغربی نظریات کے تناظر میں تھیں۔ استشراق نے مشرق کے بارے میں کئی تصورات کو پروان چڑھایا، جیسے کہ "جنگلی" یا "پسماندہ" ثقافتیں، جو کہ حقیقت کے برعکس تھیں۔ یہ تصورات اب تک کئی ثقافتوں کے بارے میں مغربی نقطہ نظر کو متاثر کرتے ہیں۔ اس تحریک نے مشرق کی ثقافتوں اور روایات کو مغربی ادب اور فن میں پیش کیا۔ استشراق کا ایک بڑا اثر یہ بھی تھا کہ اس نے مغربی طاقتوں کے استعماری ایجنڈے کو جائز قرار دینے میں مدد دی۔ یہ تصور کہ مشرق کی قومیں "مقامی" اور "پسماندہ" ہیں، مغرب کے لیے استعماری اقدامات کا جواز فراہم کرتا رہا۔

مشرقی قوموں کی سیاسی تحریکات پر استشراق کے اثرات نے انہیں اندرونی تقسیم کا شکار کیا، کیونکہ کچھ نے مغربی نظریات کو اپنا لیا جبکہ دوسروں نے ان کے خلاف مزاحمت کی۔ استشراق نے بعض اوقات مشرق کی ثقافت میں عورتوں کی حیثیت کو بھی اجاگر کیا، جو کہ مغرب کے لیے ایک نقطہ بحث بن گئی۔ یہ بحث بعض اوقات مغربی معاشرتی اصلاحات کی جانب بھی مائل کرتی ہے۔ استشراق نے مشرقی ممالک میں تعلیمی نظام پر بھی اثر ڈالا، جہاں مغربی علوم کو اہمیت دی جانے لگی، اور مقامی علوم کو کمتر سمجھا جانے لگا۔

1. **تحریک استشراق کے مذہبی اثرات**

تحریک استشراق کے مذہبی اثرات بہت وسیع اور گہرے ہیں، جو مختلف پہلوؤں میں مشرقی اور مغربی مذاہب کے تصورات اور تعاملات پر اثرانداز ہوئے۔ استشراق نے اسلامی فقہ، تاریخ، اور فلسفہ پر بہت سی تحقیق کی۔ مستشرقین نے قرآن، حدیث، اور اسلامی تاریخ کے مختلف پہلوؤں پر تحقیق کی، جس سے مغربی دنیا میں اسلامی تعلیمات کا ایک خاص تاثر قائم ہوا۔ مستشرقین نے اسلامی عقائد کا تقابل عیسائیت اور دیگر مذاہب سے کیا۔ اس تقابل نے دونوں مذاہب کی بنیادیات کو سمجھنے میں مدد فراہم کی، لیکن کبھی کبھار یہ موازنہ مغربی نظریات کے زیر اثر بھی ہوتا تھا۔ استشراق کے دوران بعض مستشرقین نے اسلامی تعلیمات کے خلاف تنقیدی انداز اپنایا، جس کے نتیجے میں اسلام کے بارے میں منفی تصورات پھیلنے لگے۔ یہ تصورات بعض اوقات سیاسی ایجنڈے کے ساتھ جڑے ہوئے تھے۔ بعض مستشرقین نے مشرقی مذاہب، خاص طور پر اسلام، کو "عجیب" یا "غیر مہذب" کے طور پر پیش کیا، جس سے مسلمانوں کے ساتھ تعصب کی فضا پیدا ہوئی۔ استشراق نے مختلف مذاہب کے درمیان مکالمے کی بنیاد رکھی، جس کی وجہ سے مغربی معاشروں میں مسلمانوں اور دیگر مذاہب کے پیروکاروں کے درمیان بات چیت اور سمجھ بوجھ بڑھانے کی کوششیں ہوئیں۔

تحریک استشراق کے علمی اثرات نے مغرب میں مشرقی ثقافتوں، زبانوں، اور مذاہب کے مطالعے کے طریقوں میں ایک نمایاں تبدیلی پیدا کی۔ یہ اثرات مختلف شعبوں میں گہرائی تک پھیلے ہوئے ہیں۔ استشراق نے مشرقی ممالک کی زبانوں، ادب، تاریخ، اور مذہب کی تحقیق کے لیے نئے تحقیقی طریقے متعارف کرائے۔ یہ طریقے زیادہ سائنسی، تنقیدی، اور منطقی تھے، جس سے مشرقی ثقافتوں کی تفہیم میں اضافہ ہوا۔ مستشرقین نے مشرقی متون کا تنقیدی جائزہ لیا، جس نے ان متون کی بہتر تفہیم اور تشریح کی راہیں ہموار کیں۔ استشراق نے مشرقی زبانوں جیسے عربی، فارسی، اور اردو کی تعلیم اور مطالعہ کو فروغ دیا۔ مغربی یونیورسٹیوں میں مشرقی زبانوں کے شعبے قائم کیے گئے، جس نے ان زبانوں کی اہمیت کو بڑھایا۔ مستشرقین نے مشرقی متون کا ترجمہ کیا، جس سے مغرب میں اسلامی فلسفہ، شاعری، اور دیگر ادب کے کاموں کی رسائی ممکن ہوئی۔ یہ ترجمے بعض اوقات مغربی ثقافت میں اہم تبدیلیوں کا سبب بنے۔ استشراق نے اسلامی فقہ، تفسیر، اور حدیث کی تحقیق کو فروغ دیا۔ مستشرقین نے اسلامی متون کا مطالعہ کرتے ہوئے ان کی تفہیم کے نئے زاویے پیش کیے۔ مستشرقین نے مختلف مذاہب کا موازنہ کیا، جس نے عیسائیت، یہودیت، اور اسلام کے درمیان بحث ومباحثے کا آغاز کیا۔ یہ موازنہ کبھی کبھار تعصبات کی وجہ بھی بنتا تھا۔ استشراق نے مشرقی ثقافتوں کے تصورات، رسم ورواج، اور روایات پر تحقیقی کام کو فروغ دیا۔ اس تحقیق نے مشرق کی ثقافتوں کی تنقید اور ان کے مثبت پہلوؤں کی تفہیم میں مدد کی۔ مستشرقین نے اسلامی فلسفہ کے مختلف پہلوؤں کا مطالعہ کیا، جس نے مغرب میں فلسفیانہ بحث ومباحثے کو متاثر کیا۔

استشراق کے اثرات نے مغرب میں مشرقی ثقافتوں کے بارے میں تنقیدی سوچ کو فروغ دیا۔ یہ تنقیدی سوچ بعض اوقات استشراق کی مفروضات کے خلاف بھی ابھری، جیسے کہ ایڈورڈ سعید کی "Orientalism" میں بیان کردہ نظریات۔ مستشرقین کی تحقیق نے کئی نئی علمی تحریکات کی بنیاد رکھی، جیسے کہ اسلامی جدیدیت اور ثقافتی مطالعہ۔ استشراق کے اثرات نے مشرقی دانشوروں میں بھی تنقید کی تحریک پیدا کی۔ کئی دانشوروں نے مغربی نظریات کو چیلنج کیا اور مشرقی ثقافتوں کی درست تصویر پیش کرنے کی کوشش کی۔ آج کی دور میں بھی مستشرقین کی تنقید اور ان کے نظریات کا دوبارہ جائزہ لیا جا رہا ہے، اور نئے مطالعات اور تحقیقات کی بنیاد فراہم کی جا رہی ہے۔

تحریک استشراق نے علمی میدان میں مشرقی ثقافتوں، زبانوں، اور مذاہب کی تفہیم کو نئی جہتیں دی ہیں۔ اگرچہ اس تحریک کے نتیجے میں بعض اوقات تعصبات اور غلط فہمیاں پیدا ہوئیں، لیکن اس نے مغرب میں مشرقی علم کی بنیاد بھی رکھی، جس کی اہمیت آج بھی موجود ہے۔ یہ اثرات جدید علمی مطالعات کے لیے ایک گہرے ورثے کی حیثیت رکھتے ہیں، اور انہیں سمجھنا ضروری ہے تاکہ ایک جامع اور متوازن نقطہ نظر اپنایا جاسکے۔ کچھ مستشرقین نے اسلامی تعلیمات کے مثبت پہلوؤں کی ترویج کی، جس نے اصلاحی تحریکات کی بنیاد فراہم کی، مثلاً اقبال اور جمال الدین افغانی جیسے مفکرین نے اسلامی جدیدیت کے تصور کو فروغ دیا۔ استشراق نے مشرقی مذاہب کی موضوعات کو مغربی ادب اور فنون میں شامل کیا۔ کئی ادبی تخلیقات میں اسلامی ثقافت اور مذہب کو پیش کیا گیا، جس سے ایک نئی شعری اور ادبی روایت کی تشکیل ہوئی۔

تحریک استشراق کی بدولت عیسائی مشنریوں نے مشرقی علاقوں میں اپنے پیغام کو پھیلانے کی کوششیں تیز کر دیں۔ انہوں نے اسلامی ثقافت کے بارے میں جاننے کے بعد اپنی تشہیر کو موثر بنانے کے لیے مختلف حکمت عملیوں کا استعمال کیا۔ تحریک استشراق نے مذہبی اثرات کے کئی پہلوؤں کو اجاگر کیا، جو کہ اسلامی تعلیمات کے بارے میں سمجھ بوجھ کو بڑھانے کے ساتھ ساتھ بعض اوقات تعصبات کو بھی جنم دیتے ہیں۔ یہ اثرات آج بھی مختلف معاشرتی، ثقافتی اور مذہبی تناظر میں موجود ہیں، اور ان کی جانچ پرکھ کی ضرورت ہے تاکہ ایک متوازن اور جامع نقطہ نظر اپنایا جاسکے۔

2. تحریک استشراق کے سیاسی اثرات

تحریک استشراق کے سیاسی اثرات گہرے اور پیچیدہ ہیں، جو نہ صرف مغربی ممالک کی خارجہ پالیسیوں بلکہ مشرقی ممالک کی داخلی سیاست پر بھی اثر انداز ہوئے۔ استشراق نے مغربی طاقتوں کے استعماری اقدامات کے لیے ایک نظریاتی بنیاد فراہم کی۔ مستشرقین نے مشرقی اقوام کو "پسماندہ" اور "عجیب" قرار دے کر یہ جواز فراہم کیا کہ انہیں "متمدن" بنانے کے لیے مداخلت کی ضرورت ہے۔ استشراق نے مشرقی ممالک میں مغربی طاقتوں کی سیاسی کنٹرول کے لیے فکری بنیاد فراہم کی، جس کے نتیجے میں کئی ممالک کو نوآبادیاتی حکمرانی کے تحت رکھا گیا۔ مغربی طاقتوں نے مشرقی ثقافتوں کو اپنے مفادات کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کی۔ اس کا مقصد مقامی لوگوں کے ذہنوں میں مغرب کی برتری کا احساس پیدا کرنا تھا، تاکہ انہیں اپنی حکومت کے سامنے زیادہ تابعدار بنایا جاسکے۔ مغربی تعلیم کو فروغ دینے کے لیے تعلیمی نظام میں تبدیلی کی گئی، جس نے مقامی لوگوں کی ذہن سازی پر اثر ڈالا اور انہیں مغربی نظریات کے مطابق تربیت دی۔ استشراق نے مشرقی ممالک میں نیشنلزم کی تحریکات کو متاثر کیا۔ جہاں کچھ قوم پرستوں نے مغربی نظریات کو اپنا کر آزادی کی جدوجہد کی، وہاں دوسروں نے اپنے مقامی ثقافتی اور مذہبی تشخص کی حفاظت کے لیے جدوجہد کی۔ کئی مشرقی ممالک میں سیاسی اصلاحات کی تحریکیں ابھریں، جو کہ استشراق کے اثرات کے نتیجے میں تھیں۔ ان تحریکوں نے کبھی کبھی اسلامی اور قومی تشخص کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کیا۔

استشراق نے مغربی ممالک کے غیر مغربی ممالک کے ساتھ تعلقات کو متاثر کیا۔ یہ تعلقات کبھی کبھار تجارتی، ثقافتی یا سیاسی مفادات کے لیے بنائے گئے، جس سے نئے اتحاد اور تنازعات جنم لیتے رہے۔ استشراق نے سرد جنگ کے دوران مشرق وسطیٰ میں طاقت کے توازن کو متاثر کیا، جہاں مختلف طاقتیں اپنے مفادات کے لیے اس علاقے میں مداخلت کرتی رہیں۔ استشراق کے دوران کئی ممالک کی سرحدیں

نو آبادیاتی طاقتوں کے مفادات کے مطابق تبدیل کی گئیں، جس کے نتیجے میں کئی قومی و مذہبی تنازعات جنم لئے۔ مستشرقین نے ان علاقوں کا سیاسی استحصال کیا، جہاں انہوں نے مقامی لوگوں کی ثقافت اور معیشت کو نظر انداز کر دیا۔

تحریک استشراق نے سیاسی میدان میں گہرے اثرات مرتب کیے، جنہوں نے مشرقی ممالک کی سیاست، ثقافت، اور معیشت کو متاثر کیا۔ یہ اثرات آج بھی کئی قوموں کی سیاست اور بین الاقوامی تعلقات میں موجود ہیں، اور ان کی تفہیم کے لیے ایک جامع نظر کی ضرورت ہے۔ یہ سمجھنا ضروری ہے کہ استشراق کے اثرات ہمیشہ منفی نہیں ہوتے، بلکہ کئی مواقع پر انہوں نے مثبت تبدیلیوں کی بنیاد بھی رکھی۔

3. تحریک استشراق کے علمی اثرات

تحریک استشراق کے علمی اثرات نے مغرب میں مشرقی ثقافتوں، زبانوں، اور مذاہب کے مطالعے کے طریقوں میں ایک نمایاں تبدیلی پیدا کی۔ یہ اثرات مختلف شعبوں میں گہرائی تک پھیلے ہوئے ہیں۔ استشراق نے مشرقی ممالک کی زبانوں، ادب، تاریخ، اور مذہب کی تحقیق کے لیے نئے تحقیقی طریقے متعارف کرائے۔ یہ طریقے زیادہ سائنسی، تنقیدی، اور منطقی تھے، جس سے مشرقی ثقافتوں کی تفہیم میں اضافہ ہوا۔ مستشرقین نے مشرقی متون کا تنقیدی جائزہ لیا، جس نے ان متون کی بہتر تفہیم اور تشریح کی راہیں ہموار کیں۔ استشراق نے مشرقی زبانوں جیسے عربی، فارسی، اور اردو کی تعلیم اور مطالعہ کو فروغ دیا۔ مغربی یونیورسٹیوں میں مشرقی زبانوں کے شعبے قائم کیے گئے، جس نے ان زبانوں کی اہمیت کو بڑھایا۔ مستشرقین نے مشرقی متون کا ترجمہ کیا، جس سے مغرب میں اسلامی فلسفہ، شاعری، اور دیگر ادب کے کاموں کی رسائی ممکن ہوئی۔ یہ ترجمے بعض اوقات مغربی ثقافت میں اہم تبدیلیوں کا سبب بنے۔

استشراق نے اسلامی فقہ، تفسیر، اور حدیث کی تحقیق کو فروغ دیا۔ مستشرقین نے اسلامی متون کا مطالعہ کرتے ہوئے ان کی تفہیم کے نئے زاویے پیش کیے۔ مستشرقین نے مختلف مذاہب کا موازنہ کیا، جس نے عیسائیت، یہودیت، اور اسلام کے درمیان بحث و مباحثے کا آغاز کیا۔ یہ موازنہ کبھی کبھار تعصبات کی وجہ بھی بنتا تھا۔ استشراق نے مشرقی ثقافتوں کے تصورات، رسم و رواج، اور روایات پر تحقیقی کام کو فروغ دیا۔ اس تحقیق نے مشرق کی ثقافتوں کی تنقید اور ان کے مثبت پہلوؤں کی تفہیم میں مدد کی۔ مستشرقین نے اسلامی فلسفہ کے مختلف پہلوؤں کا مطالعہ کیا، جس نے مغرب میں فلسفیانہ بحث و مباحثے کو متاثر کیا۔ استشراق کے اثرات نے مغرب میں مشرقی ثقافتوں کے بارے میں تنقیدی سوچ کو فروغ دیا۔ یہ تنقیدی سوچ بعض اوقات استشراق کی مفروضات کے خلاف بھی ابھری، جیسے کہ ایڈورڈ سعید کی "Orientalism" میں بیان کردہ نظریات۔ مستشرقین کی تحقیق نے کئی نئی علمی تحریکات کی بنیاد رکھی، جیسے کہ اسلامی جدیدیت اور ثقافتی مطالعہ۔ استشراق کے اثرات نے مشرقی دانشوروں میں بھی تنقید کی تحریک پیدا کی۔ کئی دانشوروں نے مغربی نظریات کو چیلنج کیا اور مشرقی ثقافتوں کی درست تصویر پیش کرنے کی کوشش کی۔

آج کی دور میں بھی مستشرقین کی تنقید اور ان کے نظریات کا دوبارہ جائزہ لیا جا رہا ہے، اور نئے مطالعات اور تحقیقات کی بنیاد فراہم کی جا رہی ہے۔

تحریک استشراق نے علمی میدان میں مشرقی ثقافتوں، زبانوں، اور مذاہب کی تفہیم کو نئی جہتیں دی ہیں۔ اگرچہ اس تحریک کے نتیجے میں بعض اوقات تعصبات اور غلط فہمیاں پیدا ہوئیں، لیکن اس نے مغرب میں مشرقی علم کی بنیاد بھی رکھی، جس کی اہمیت آج بھی موجود ہے۔ یہ اثرات جدید علمی مطالعات کے لیے ایک گہرے ورثے کی حیثیت رکھتے ہیں، اور انہیں سمجھنا ضروری ہے تاکہ ایک جامع اور متوازن نقطہ نظر اپنایا جا سکے۔

خلاصہ

استشراق عربی زبان کا لفظ ہے۔اس کا سہ حرفی مادہ "شرق" ہے۔ جس کا مطلب روشنی اور چمک ہے۔اس لفظ کو مجازی معنوں میں سورج کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔اسی طرح شرق اور مشرق سورج طلوع ہونے کی جگہ کو بھی کہتے ہیں۔اور استشراق کا عام فہم اور فوری طور پر ذہن میں آنے والا مفہوم یہ ہے کہ مغرب کے رہنے والے علماء و مفکرین جب مشرقی علوم و فنون کو اپنی تحقیق کا مرکز بناتے ہیں تو اسے استشراق کہا جاتا ہے۔تحریک استشراق کا آغاز یوں ہوا کہ استشراق کی تحریک کو مشرق اور مغرب کے اہل کتاب نے مل کر آٹھویں صدی عیسوی میں شروع کیا۔مشرقی اہل کتاب کا نمائندہ یوحنا دمشقی تھا جو خلیفہ ہشام کے زمانے میں بیت المال میں ملازم تھا اس نے ملازمت ترک کر دی اور فلسطین کے گرجے میں بیٹھ کر مسلمانوں کی تردید میں کتابیں لکھنے لگا۔

مستشرقین کی تحریک کے مسلمان اہل علم نے اغراض و مقاصد بیان کئے ہیں۔جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

مذہبی و دینی مقصد، تحقیقی و علمی مقصد، معاشی مقصد، سیاسی مقصد، سامراجی مقصد، استعماری مقصد، طبعی مقصد اور تاریخی مقصد۔

مصادر و مراجع

1. نظامی، کمال الدین، (۲۰۱۹ء)، تحریک استشراق، حیدرآباد، اشرفیہ اسلامک فاونڈیشن، ص:۲۱
2. عبدالحئی عابد (س ن)، استشراق، سرگودھا، شعبہ علوم اسلامیہ، ص:۴
3. افریقی، ابن منظور (۱۴۰۱ھ)، لسان العرب، بیروت، دار صادر، ج:۱۰، ص:۱۷۴
4. جبران مسعود، (۱۹۶۷ء)، الرائد، بیروت، دارالعلم للملایین، ص:۱۳۳۷
5. J A Simpson and E S C Weiner:The oxford english dictionary (1989), New York, Clarendon Press, P 930
6. J A Simpson and E S C Weiner:The oxford english dictionary (1989), New York, Clarendon Press, P 930
7. الدکتور، احمد عبدالحمید (۱۹۹۸)، الاستشراق، بیروت، دارالفکر، ص:۸
8. اصلاحی، ڈاکٹر شرف الدین، (۱۹۸۲ستمبر)، مستشرقین استشراق اور اسلام، اعظم گڑھ، مہنامہ معارف
9. Edward W said, (1978), Orientalism, London, Routledge and kegon Paul, P 15
10. الازہری، کرم شاہ، (۲۰۱۲)، ضیاء النبی، لاہور، ضیاء القرآن پبلی کیشن، ج:۶، ص:۱۲۷
11. اصلاحی، شرف الدین، (۲۰۱۴ء)، اسلام اور مستشرقین، اعظم گڑھ، دارالمصنفین، ج:۱، ص:۱۸۷
12. اعوان، یاسر عرفات، (۲۰۱۴)، تحریک استشراق مشمولہ ضیائے تحقیق، فیصل آباد، ص:۴۶
13. مطبقانی، مازن بن صلاح، (س، ن)، الاستشراق، انٹرنیٹ ایڈیشن، ص:۳۶
14. عبدالواحد (۲۰۱۴ء)، اسلام اور مستشرقین، اعظم گڑھ، دارالمصنفین، ج:۱، ص:۱۸۷
15. فاروقی، احمد، (۲۰۱۴ء)، اسلام اور مستشرقین، اعظم گڑھ، دارالمصنفین، ج:۱، ص:۱۱۹
16. محمد دھان، (س، ن)، قوی الشر المخالفہ، قاہرہ، ص:۱۵، دارالفکر العربیہ
17. محمد طاہر، حکیم، (۲۰۱۴ء)، السنہ فی مواجھہ الاباطیل، ص:۵۶
18. واٹ منٹگمری، (س، ن)، محمد ایٹ مکہ، ص:۵۶

19. فاروقی، احمد، (۲۰۱۴ء)، اسلام اور مستشرقین، اعظم گڑھ، دارالمصنفین، ج:۱، ص۱۱۹
20. الازہری، کرم شاہ، (۲۰۱۲ء)، ضیاء النبی، لاہور، ضیاء القرآن پبلی کیشن، ج:۶، ص:۲۶۰
21. افغانی، شمس الحق، (س،ن)، علام القرآن، لاہور، مکتبہ اشرفیہ، ص:۲۶،
22. غزالی، محمد بن محمد، الامام، (۱۳۸۴ھ)، دفع عن عقیدہ فی الادب المعاصر، بیروت، موسسۃ الرسالہ، ج:۱، ص:۵۹
23. محمد حسین، (س،ن)، التجاہات الوطنیہ فی الادب المعاصر، بیروت، موسسۃ الرسالہ، ج:۱، ص:۵۹
24. قیومی، محمد ابراہیم، (۱۹۹۳ء)، الاستشراق، رسالۃ الاستعمار، قاہرہ، دارالفکر الغربی، ص:۱۲۰
25. مطبقانی، مازن بن صلاح (س،ن)، الاستشراق، انٹرنیٹ ایڈیشن، ص:۳۶
26. جبری، محمد عبدالمتعال، (س،ن)، الاستشراق وجہ الاستعمار، قاہرہ مکتبہ وھبہ، ص:۱۰۸
27. اصلاحی، محمد زبیر، (۲۰۱۴ء)، اسلام اور مستشرقین، لاہور، مکتبہ رحمت للعالمین، ص:۱۰
28. ڈاکٹر، یاسر عرفات، (۲۰۱۴ء)، تحریک استشراق مشمولہ ضیائے تحقیق، فیصل آباد، ص:۲۸
29. فاروقی، احمد، (۲۰۱۴ء)، اسلام اور مستشرقین، اعظم گڑھ، دارالمصنفین، ج:۱، ص:۱۲۰

REFERENCES:

1. *Nizami, Kamaluddin (2019), Tehreek-e-Istishraq (The Orientalist Movement), Hyderabad, Ashrafia Islamic Foundation, p. 21*
2. *Abdul Hai Abid (n.d.), Istishraq (Orientalism), Sargodha, Department of Islamic Studies, p. 4*
3. *Ibn Manzur al-Afriqi (1401 AH), Lisan al-Arab, Beirut, Dar Sadir, vol. 10, p. 174*
4. *Jibran Masud (1967), Al-Ra'id, Beirut, Dar al-Ilm Lilmalayin, p. 1337*
5. *J. A. Simpson and E. S. C. Weiner, The Oxford English Dictionary (1989), New York, Clarendon Press, p. 930*
6. *J. A. Simpson and E. S. C. Weiner, The Oxford English Dictionary (1989), New York, Clarendon Press, p. 930*
7. *Al-Duktur Ahmad Abdul Hameed (1998), Al-Istishraq (Orientalism), Beirut, Dar al-Fikr, p. 8*
8. *Islahi, Dr. Sharfuddin (September 1982), Mustashriqeen, Istishraq aur Islam (Orientalists, Orientalism, and Islam), Azamgarh, Monthly Ma'arif*
9. *Edward W. Said (1978), Orientalism, London, Routledge and Kegan Paul, p. 15*
10. *Al-Azhari, Karam Shah (2012), Zia al-Nabi, Lahore, Zia-ul-Quran Publications, vol. 6, p. 127*
11. *Islahi, Sharfuddin (2014), Islam aur Mustashriqeen (Islam and Orientalists), Azamgarh, Dar al-Musannifeen, vol. 1, p. 187*
12. *Awan, Yasir Arafat (2014), Tehreek-e-Istishraq, included in Zia-e-Tahqiq, Faisalabad, p. 46*
13. *Mutbaqani, Mazin bin Salah (n.d.), Al-Istishraq (Orientalism), Internet Edition, p. 36*

14. *Abdul Wahid (2014), Islam aur Mustashriqeen (Islam and Orientalists), Azamgarh, Dar al-Musannifeen, vol. 1, p. 187*
15. *Farooqi, Ahmad (2014), Islam aur Mustashriqeen (Islam and Orientalists), Azamgarh, Dar al-Musannifeen, vol. 1, p. 119*
16. *Muhammad Dhan (n.d.), Qawi al-Shar al-Mukhalafah, Cairo, Dar al-Fikr al-Arabiyah, p. 15*
17. *Hakeem Muhammad Tahir (2014), Al-Sunnah fi Muwajahat al-Abatil (The Sunnah in Confrontation with Falsehoods), p. 56*
18. *Watt, Montgomery (n.d.), Muhammad at Mecca, p. 56*
19. *Farooqi, Ahmad (2014), Islam aur Mustashriqeen (Islam and Orientalists), Azamgarh, Dar al-Musannifeen, vol. 1, p. 119*
20. *Al-Azhari, Karam Shah (2012), Zia al-Nabi, Lahore, Zia-ul-Quran Publications, vol. 6, p. 260*
21. *Afghani, Shams al-Haq (n.d.), Allam al-Qur'an, Lahore, Maktabah Ashrafia, p. 26*
22. *Al-Ghazali, Muhammad bin Muhammad (1384 AH), Daf' 'an 'Aqidah fi al-Adab al-Mu'asir, Beirut, Mu'assasat al-Risalah, vol. 1, p. 59*
23. *Muhammad Hussain (n.d.), Al-Tajahat al-Wataniyyah fi al-Adab al-Mu'asir, Beirut, Mu'assasat al-Risalah, vol. 1, p. 59*
24. *Qayyumi, Muhammad Ibrahim (1993), Al-Istishraq: Risalat al-Isti'mar (Orientalism: The Mission of Colonialism), Cairo, Dar al-Fikr al-Gharbi, p. 120*
25. *Mutbaqani, Mazin bin Salah (n.d.), Al-Istishraq (Orientalism), Internet Edition, p. 36*
26. *Jabri, Muhammad Abdul-Muta'al (n.d.), Al-Istishraq wa Juhd al-Isti'mar (Orientalism and the Effort of Colonialism), Cairo, Maktabah Wahbah, p. 108*
27. *Islahi, Muhammad Zubair (2014), Islam aur Mustashriqeen (Islam and Orientalists), Lahore, Maktabah Rahmat-lil-Alamin, p. 10*
28. *Dr. Yasir Arafat (2014), Tehreek-e-Istishraq, included in Zia-e-Tahqiq, Faisalabad, p. 28*
29. *Farooqi, Ahmad (2014), Islam aur Mustashriqeen (Islam and Orientalists), Azamgarh, Dar al-Musannifeen, vol. 1, p. 120*